انبتها اللہ نباتاً حسناً

شجرۂ طیبہ

نقشبندیہ مجددیہ نضرہا اللہ بالطاف الخفیہ

مع

خاتمہ مشتمل بر فوائد ضروریہ

بفرمائش

مہدی خاں صاحب سوداگر ساکن ٹکیت گنج جدید۔ لکھنؤ

نامی پریس لکھنؤ میں چھپا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحمدُ للّٰہِ رَبِّ العٰلمین حمدَ الشّاکرین
وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلامُ علٰی سَیِّدِ الاوّلین وَ
الاٰخرین سَیِّدِنا محمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ صَحبِہٖ
الطَّیِّبِینَ الطّاھِرِینَ۔

اَمّا بعد فھٰذہٖ سلسلتی من

۲

مشائخی فی الطریقۃ الشریفۃ النقشبندیۃ المجددیۃ نضرھا اللہ تعالیٰ بالطائفہ الخفیۃ۔

(۱) الٰہی بحرمت شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین محبوب رب العلمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

له کنیت آپ کی ابوالقاسم نام نامی محمد اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم والد ماجد کا نام عبد اللہ، والدہ ماجدہ کا نام آمنہ ولادت باسعادت ملک عرب کے مشہور شہر مکہ میں آٹھویں ربیع الاول اور بقول بعض بارھویں کو ہوئی جس سال واقعہ فیل پیش آیا نوشیروان شاہ فارس کی سلطنت کا چالیسواں سال تھا۔ چالیس برس کی عمر میں نبوت ملی نبوت کے بعد تیرہ برس مکہ میں قیام رہا پھر ہجرت کرکے مدینہ میں تشریف لائے دس برس وہاں قیام رہا بروز دوشنبہ وقت چاشت ۱۲۔ ربیع الاول ۱۱ھ عمر تریسٹھ سال رفیق اعلیٰ سے مل گئے، قبر اقدس مدینہ طیبہ میں زیارت گاہ عالم ہے ۱۲۔

وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم۔

(۲) الٰہی بحرمت امام المسلمین خلیفۂ
رسول رب العالمین افضل البشر
بعد الانبیاء بالتحقیق سیدنا ابی بکر[1]
الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۳) الٰہی بحرمت صاحب رسول اللہ

---

[1] نام آپ کا عبد اللہ لقب صدیق اور عتیق کنیت ابوبکر والد کا نام ابو قحافہ والدہ کا نام سلمیٰ ساتویں پشت میں ان کا نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب سے مل جاتا ہے سب سے پہلے ایمان لائے خود بھی صحابی والدین بھی صحابی اور اولاد بھی صحابی۔ بالاجماع اکثر امت میں سب سے افضل ہیں آیات قرآنیہ میں آپ کے عظیم الشان فضائل وارد ہوئے ہیں اور احادیث میں تو لاتعداد۔ قبل از مرض وفات سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اپنی جگہ امام نماز بنایا بعد آپکی وفات کے آپ کے جانشین ہوئے دو برس تین مہینے نو دن سریر آرائے خلافت رہکر بعمر تریسٹھ سال بروز جمعہ ۲۲ جمادی الاخرہ ۱۳ھ وفات پائی اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں خاص اسی گنبد خضرا میں دفن ہوئے ۱۲۔

سلطان الاولیاء حضرت سلمان الفارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۴) الٰہی بحرمت حضرت امام ھمام سیدنا قاسم بن محمد بن ابی بکر

لہ کنیت آپکی ابو عبد اللہ وطن ملک فارس پہلے آتش پرست تھے پھر عیسائی ہوئے اور اس مذہب کے تمام ہوسکے بعد دیگرے کئی عیسائی عالموں کی خدمت میں رہے آخری عالم نے انکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کا قریب ہونا بتا کر ہدایت کی کہ تم ملک عرب میں چلے جاؤ اس عالم نے حضرت سلمان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام ہجرت کا بھی پتہ دیا چنانچہ یہ عرب کے قافلہ کے ساتھ ہو لیے اُن لوگوں نے آپکو غلام بنا کر مکہ میں فروخت کر دیا وہاں سے مدینہ کے ایک یہودی نے آپکو مول لیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے اُسوقت یہ مدینہ میں تھے مشرف با اسلام ہوئے بڑے عیال صاحب فضائل تھے ۳۵ھ میں مقام مدائن وفات پائی بڑی عمر دراز پائی تھی ڈھائی سو برس تک تو کسی کو شک نہیں ایک قول ساڑھے تین سو برس کا بھی ہے ۱۲۔

ئلہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں زہد و ورع میں ضرب المثل ہیں تابعین کے طبقہ میں مدینہ طیبہ کے اُن سات مشہور فقہا میں ہیں جو مرجع علماء و فضلا تھے ابن سعد نے انکی نسبت فرمایا ثقہ رفیع عالم فقیہ ورع یعنے معتبر شخص ہیں عالی مرتبہ ہیں عالم ہیں متقی ہیں ستر برس کی عمر پائی اور ساری عمر دین کی تعلیم اور باطنی فیوض پہنچانے میں صرف کی مدینہ منورہ میں رہے اور وہیں ۱۰۶ھ میں وفات پائی ۱۲۔

الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۵) الٰہی بحرمت سبط رسول اللہ امام
ہمام حضرت سیدنا جعفر[1] بن محمد
رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

(۶) الٰہی بحرمت سلطان العارفین حضرت

---

[1] حضرت محمد بن علیؒ ملقب بہ باقر کے صاحبزادے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے پوتے کے پوتے ہیں۔ تبع تابعین میں ہیں اجلہ تابعین سے روایت کرتے ہیں اُن سے امام مالک اور امام ابوحنیفہ جیسے اکابر نے حدیث روایت کی ہے اُن کی والدہ ام فروہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پوتی ہیں اور نواسی بھی ہیں اسی وجہ سے آپ فرمایا کرتے تھے ولدنی ابوبکر مرتین یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دوہری اولاد ہونے کا شرف مجھے ہے۔ ۸۳ھ میں بمقام مدینہ منورہ پیدا ہوئے۔ وہیں رہے اور وہیں بروز دوشنبہ ۱۵ رجب ۱۴۸ھ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں اپنے آبائے کرام کے پاس مدفون ہوئے۔ بڑا ظلم آپ پر یہ ہوا کہ رافضیوں نے آپ پر افترا کرکے اپنے مذہب باطل کو جس کی بنیاد سراسر قرآن مجید کی عداوت پر ہے آپ کی طرف منسوب کیا اور آپ کو تقیہ باز کہا نعوذ باللہ منہ ۱۲۔

سیدنا ابی یزید[1] البسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۷) الٰہی بحرمت فخر اولیاء حضرت شیخ ابی الحسن[2] الخرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سلہ ابویزید آپ کی کنیت ہے نام میں اختلاف ہے بقول اکثر یہ نام آپ کا طیفور ہے اور لقب سلطان العارفین حضرت امام جعفر صادق سے ظاہری ملاقات نہیں ہوئی انکی روحانیت سے فیض پایا ولادت آپ کی سنہ ۱۳۶ھ میں ہوئی اور وفات ۱۵ شعبان سنہ ۲۶۱ھ میں مزار مبارک بسطام میں ہے ۱۲۔

سلہ آپ کو بطریق اویسیت حضرت سلطان العارفین سے فیض ہوا سلطان محمود غزنوی کے زمانہ میں تھے سلطان کو آپ سے کمال عقیدت تھی صاحب کرامات تھے شیخ الرئیس ابو علی ابن سینا باوجود اس انکار کے آپ کی کرامات دیکھ کر اپنی کتاب شفا میں اس بات کے لکھنے پر مجبور ہوا کہ لو انی لو اقتصصت جزئیات هذا الباب فیما شاهدناه وفیما حکی عمن صدقناه لطال الکلام۔ آپ کے کلمات شریفہ میں سے ایک جملہ یہ ہے کہ "صوفی بمرقع و سجادہ صوفی نبود و صوفی برسوم و عادات صوفی نبود صوفی آن بود کہ نبود۔" وفات آپ کی بمقام خرقان ۱۵ رمضان سنہ ۴۲۵ھ میں ہوئی۔ وہیں مزار مبارک ہے ۱۲۔

الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت شیخ ابوالقاسم[1] گرگانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۸) الٰہی بحرمت سند الاتقیاء حضرت شیخ ابوعلی[2] فارمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

---

[1] بعض شجروں میں آپ کا نام مبارک نہیں ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت شیخ ابوعلی فارمدی رضی اللہ عنہ کو گو بیعت آپ سے ہے مگر دراصل بطور اویسیت کے حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی سے انکو فیض حاصل ہوا ہے اسی سبب سے آپ کے نام مبارک پر شمار کا ہندسہ نہیں ہے۔ تاریخ وفات ۲۳ صفر۔ مزار مبارک طوس میں ہے ۱۲۔

[2] آپ کی ولادت سنہ ۴۳۴ھ میں اور وفات ۴ ربیع الاول سنہ ۵۱۱ھ میں ہوئی۔ مزار مبارک طوس میں ہے ۱۲۔

(۹) الٰہی بحرمت شیخ الاصفیاء حضرت شیخ ابو یعقوب[1] یوسف الہمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۰) الٰہی بحرمت فخر خواجگان حضرت خواجہ عبد[2] الخالق غجدوانی رضی اللہ

---

[1] کنیت ابو یعقوب نام مبارک یوسف آپکو علوم شرعیہ میں خصوصاً علم حدیث میں شغف و کمال تھا اور وعظ فرماتے تھے فتویٰ دیتے تھے حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اکثر آپ کی صحبت میں حاضر ہوتے تھے اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری بھی آپ کی خدمت میں ۱۱ ماہ رہے [illegible] ولادت آپکی سنہ ۴۴۰ھ میں اور وفات رجب سنہ ۵۳۵ھ میں ہوئی مزار مبارک شہر مرو میں ہے ۱۲ —

[2] لقب آپ کا خواجہ جہاں ہے خواجگان نقشبندیہ کے سر سلسلہ کہے جاتے ہیں امام مالک کی اولاد میں ہیں حضرت خضر علیہ السلام آپ کے پیر تعلیم ہیں اور حضرت یوسف ہمدانی پیر صحبت ہیں آٹھ کلمات جن پر طریقہ نقشبندیہ کی بنیاد ہے آپ ہی کے مقرر کیے ہوئے ہیں یعنی ہوش در دم نظر بر قدم سفر در وطن خلوت در انجمن یاد کرد بازگشت نگاہداشت یادداشت شرح ان کلمات کی خاتمہ میں ہے وفات آپکی ۱۲ ربیع الاول سنہ ۵۷۵ھ میں ہوئی۔ مزار مبارک غجدوان میں ہے غجدوان بکسر غین ایک بستی ہے قریب شہر بخارا کے ۱۲ —

تعالیٰ عنہ۔

(۱۱) الٰہی بحرمت خواجہ محمد عارف ریوگری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۲) الٰہی بحرمت شیخ الاتقیاء حضرت خواجہ محمود انجیرفغنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لہ آپ حضرت خواجہ جہاں کے اجل خلفاء میں سے ہیں غرہ شوال ۷۱۵ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ آپ کا مولد اور مدفن قصبہ ریوگر ہے جو شہر بخارا سے اٹھارہ میل ہے ۱۲۔

لہ انجیرفغنہ شہر بخارا کے قریب ایک مقام ہے وہیں آپ کا وطن تھا آپ حضرت خواجہ کے خلفائے کاملین میں تھے فیض آپ کا عام تھا کسی وقتی مصلحت سے آپ طالبین کو ذکر جہر کی تعلیم دیا کرتے تھے چنانچہ آپ کے بعد اس سلسلہ میں ذکر جہر کا رواج ہو گیا تھا یہاں تک کہ حضرت امیر کلال کا زمانہ آیا اور حضرت امام الطریقہ خواجہ بہاء الدین نقشبند اُن کے مرید ہوئے اُس وقت حضرت امام الطریقہ علمائے بخارا کو جمع کر کے حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے گئے علماء نے کہا کہ ذکر جہر بدعت ہے حضرت سید نے فرمایا کہ اچھا اب نہ کریں گے چنانچہ اس کے بعد بدستور قدیم ذکر خفی کی تعلیم ہونے لگی۔ آپ کا پیشہ گلکاری تھا۔ وفات آپ کی ۱۷ ربیع الاول کو ہوئی سنہ کی تحقیق نہیں ہوئی ۱۲۔

(۱۳) الٰہی بحرمت سلطان خواجگان حضرت خواجہ عزیزان[۱] علی رامیتنی رضی اللہ عنہ

(۱۴) الٰہی بحرمت قطب الواصلین حضرت خواجہ محمد بابا سماسی[۲] رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

[۱] آپ قطب وقت تھے وطن آپ کا قصبہ رامیتن تھا لیکن آخر عمر میں بخارا چلے آئے تھے وہاں کا بادشاہ آپ کا مرید ہوا اور ہجوم خلق حد شمار سے باہر ہو گیا۔ آپ اپنے نفس مبارک کو عزیزان فرمایا کرتے تھے اسی وجہ سے آپ کا یہ لقب ہو گیا۔ یہ رباعی آپ ہی کی ہے ؎

با ہر کہ نشستی و نشد جمع دلت ۔۔۔ وز تو نرمید زحمت آب و گلت
زنہار ز صحبتش گریزاں می باش ۔۔۔ ورنہ نکند روح عزیزاں بحلت

وفات آپ کی بروز دوشنبہ ۲۸ ذیقعدہ کو ہوئی ۱۲۔

[۲] حضرت عزیزان کے کامل ترین خلفاء میں سے تھے بڑے صاحب کشف تھے حضرت شاہ نقشبند پر آپ کی عنایت اُن کی ولادت سے پہلے ہی تھی جب آپ کا گذر مقام قصر ہندوان پر ہوتا جو حضرت شاہ نقشبند کا مولد تھا تو فرماتے کہ "زود باشد کہ ایں قصر ہندوان قصر عارفان گردد" وفات آپ کی ۱۰ جمادی الاولیٰ کو ہوئی۔ مزار مبارک مقام سماسی میں ہے ۱۲۔

(۱۵) الٰہی بحرمت امیر الاتقیاء سید الاصفیاء حضرت سیّد امیر کلال؎ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۶) الٰہی بحرمت خواجہ خواجگان پیر پیران خلیفۃ اللہ نائب رسول اللہ

؎ سادات عالی نسب میں سے ہیں۔ پیشہ آپ کا زراعت تھا۔ ابتدا میں آپ کو کشتی کا شوق تھا۔ ایک روز ایک معرکہ میں آپ کشتی لڑ رہے تھے حضرت بابا کا اُدھر سے گزر ہوا۔ آپ وہاں کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ اس معرکہ میں ایک مرد ہے اس سے بہت بندگان خدا کو فیض پہونچے گا۔ میں اس کے شکار کے لیے کھڑا ہوں۔ اسی اثناء میں حضرت سید نے حضرت بابا کو دیکھا۔ دیکھتے ہی متاثر ہو گئے اور حضرت بابا کے پاس آ گئے۔ بیس برس آپ کے ساتھ رہے۔ وفات آپ کی بروز پنجشنبہ ۱۱ر جمادی الآخری ۷۷۲ھ میں ہوئی۔ مزار مبارک قصبہ سوخار میں ہے جو مضافات بخارا میں سے ہے ۱۲۔

امام الشریعۃ والطریقۃ مرھم دلہای دردمند حضرت خواجہ بہاء الحق والدین المشتہر بشاہ نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

سلہ آپ اس طریقہ کے امام ہیں آپ ہی کی وجہ سے اس طریقہ کو نقشبندیہ کہتے ہیں آپ کا لقب نقشبند اس وجہ سے ہوا کہ آپ کمخواب بافی کا پیشہ کرتے تھے آپ نے بحسب ظاہر حضرت امیر کلال سے فیض پایا لیکن بطریق اویسیت حضرت خواجہ جہاں خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے آپکو فیض ملا آپ سے پہلے بڑی بڑی ریاضتوں پر نسبت کا حصول موقوف تھا یہ سہل طریقہ جو بالکل صحابہ کرام کی روش کے مشابہ ہے آپ ہی پر منکشف ہوا۔ حضرت خواجہ کے حالات بہت بلند ہیں تفصیل کیلیے ایک ضخیم مجلد بھی کافی نہیں مولانا جامی نے کیا خوب فرمایا ہے

سکہ کہ در یثرب و بطحا زدند — نوبت آخر بہ بخارا زدند
در خط آں سکہ نشد بہرہ مند — جز دل بے نقش شہ نقشبند

آپکے کلمات طیبات میں سے ہے "ما مرادانیم" "ما فضلیانیم" "ما نہایت را در بدایت مندرج ساختیم" "در طریقہ ما صحبت است" کسی نے آپ سے پوچھا کہ تصوف کا مقصود اصلی کیا ہے آپ نے فرمایا اجمالی تفصیلی گردد و استدلالی کشفی شود۔ ولادت باسعادت محرم ۷۱۸ھ میں اور وفات آپکی ۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ میں ہوئی مادہ تاریخ قصر عرفان ہے مزار مبارک شہر بخارا میں ہے ۱۲۔

(۱۷) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ علاء الدین عطار رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۸) الٰہی بحرمت حضرت مولانا

۱؎ حضرت خواجہ نقشبند کے اجل خلفا میں سے ہیں اور آپ کے داماد بھی ہیں۔ لڑکپن سے حضرت خواجہ کی نظر عنایت ان پر تھی اپنے سامنے ہی طالبان حق کی تعلیم آپ کے متعلق کر دی تھی۔ علم شریعت میں بھی کامل تھے اور اتباع سنت اور عمل بر عزیمت میں تو ایک خاص شان رکھتے تھے۔ علامہ سید شریف جرجانی جو جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے جن کی تصانیف آج ہر علم و فن میں موجود ہیں اور لوگ ان سے مستفیض ہو رہے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں واللہ ما عرفت الحق سبحانہ وتعالیٰ کما ینبغی مالم نصل الی خدمۃ العطار البخاری یعنی اللہ کی قسم میں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو جیسا چاہیے نہیں پہچانا تھا۔ جب تک کہ میں حضرت علاء الدین عطار بخاری کی خدمت میں نہیں پہنچا۔ ۲۰ رجب ۸۰۲ھ کو بوقت شب وفات ہوئی۔ مزار مبارک بخارا میں ہے ۱۲ منہ

حبذا قومے کہ دید حق بود دیدار شان | محو باشد در شہود سرّ حق اسرار شان

یعقوبؒ چرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۹) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ جہان

حضرۃ مولٰنا عبید اللہؒ احرار

سلہ آپ طریقہ نقشبندیہ کے ایک بڑے رکن تھے اور آپ سے طریقہ کی اشاعت بہت ہوئی آپکو بیعت واجازت حضرت شاہ نقشبند سے ہی مگر تکمیل آپکی حضرت عطار سے ہوئی آپ سے علاوہ فیوض باطنی کے فیوض علمی بھی لوگوں کو حاصل ہوئے علم تفسیر اور دوسرے علوم دینیہ میں آپ کی تصانیف بھی ہیں۔ ۵ صفر کو آپ کی وفات ہوئی یہ سال وفات بعض لوگوں نے ۸۵۱ھ بیان کیا ہے ۱۲۔

سلہ حضرت مولانا یعقوب چرخی کے اجل خلفاء میں ہیں بادشاہ وقت آپ کا مرید تھا حضرت مولانا جامی جو آپ کے خلفاء میں ہیں اسی مضمون کی طرف اپنے اس شعر میں اشارہ کرتے ہیں ؎

چو فقر اندر قبائے شاہی آمد — بہ تدبیر عبید اللہی آمد

مگر باوجود اس کے آپ نے ہمیشہ کاشتکاری کے پیشہ پر اپنا گذر رکھا آپ بڑے متقی و پرہیزگار تھے حضرت مولانا شاہ غلام علی صاحب قدس سرہ کے مکتوبات میں ہے کہ یہ چیز اپنے انتہائی ... آپ سے کہ یہاں آگئی تھی طریقہ نقشبندیہ کی چیز مثنوی مولانا جامی کے اشعار میں حضرت ... کے مضامین کی سبب سے آپ کے حالات واوصاف حد سے باہر ہیں آپ طریقہ نقشبندیہ کے اماموں میں سے ہیں آپ کے بعد طریقہ نقشبندیہ کے منتسبین اپنے کو احراری کہتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے اگر میں پیری کا مریدی کا کرتا تو دنیا میں کسی پیر کو مرید نہ ملے، فرمایا کرتے تھے "مرا برائے ترویج شریعت آوردہ اند"

باقی برصفحہ ۱۵

رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۲۰) الٰہی بحرمت حضرت مولٰنا

محمدؒ زاہد رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔

(۲۲) الٰہی بحرمت حضرت مولٰنا

محمدؒ درویش رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(بقیہ مضمون صفحہ ۱۴) وفات آپ کی ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ میں ہوئی۔ مادہ تاریخ وفات قاسم قلاع بدعت ہے۔ مزار مبارک سمرقند میں ہے ۱۲۔

لہ حضرت خواجہ احرار کے اجل خلفاء میں سے ہیں آپ کا سلوک صرف ایک ہی مجلس میں تمام ہو گیا تھا۔ آپ کی وفات غرہ ربیع الاول ۹۳۶ھ میں ہوئی۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ آپ سے فیض بہت ہوا ۱۲۔

۲ہ حضرت مولانا محمد زاہد کے بھانجے یعنی ہمشیرہ زادے ہیں اور آپکے اعظم خلفاء میں سے ہیں۔ اپنے زمانہ میں یگانہ روزگار تھے۔ آپکے زمانہ میں ایک بزرگ حضرت شاہ ارزانی تھے جو اس زمانہ کے مشائخ میں سے تھے انکی عادت تھی کہ جب کوئی درویش اُن کے شہر میں آتا اسکی نسبت سلب کر لیتے۔ ایک مرتبہ وہ آپ کے شہر میں آئے۔ آپنے اُن کی نسبت سلب فرمالی۔ وہ نہایت عاجزی کرنے لگے تو آپ نے پھر واپس کردی ـــ وفات آپ کی محرم ۹۷۰ھ میں ہوئی ۱۲۔

(۲۲) الٰہی بحرمت خواجگی محمدؒ امکنکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۲۳) الٰہی بحرمت خواجہ عالم قطب اعظم واصل الی اللہ فانی عن کل ماسوی اللہ حضرت خواجہ بیرنگ[1]

---

[1] آپ حضرت مولانا محمد درویش کے صاحبزادے اور ان کے خلیفہ ہیں۔ اصل طریقہ نقشبندیہ کی بہت سختی سے پابندی فرماتے تھے اور کچھ نئی باتیں جو اُس وقت بعض نقشبندیوں میں پیدا ہو گئی تھیں مثل ذکر بالجہر اور جماعت نماز تہجد۔ ان چیزوں سے پرہیز کرتے تھے۔ حضرت شاہ نقشبند کے بالکل قدم بقدم تھے۔ ولادت ۹۱۸ھ اور وفات ۱۰۰۸ھ میں ہوئی۔ مزار مبارک مکہ معظمہ میں ہے۔

ف ہندوستان کی سرزمین کو سب سے زیادہ آپ کا احسان مند ہونا چاہیے کہ آپ نے اپنے خلیفۂ اعظم حضرت خواجہ باقی باللہ کو ہندوستان بھیجا۔ اللہ تعالےٰ نے ان کو سرزمین ہند اور یہاں کے مسلمانوں کی طرف سے جزاے نیک عطا فرمائے والحمد للہ رب العالمین ۱۲۔

محمد باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۴) الٰہی بحرمت امام ربانی محرم

له اصل وطن آپ کا سمرقند تھا اور ولادت آپ کی کابل میں ہوئی۔ ہندوستان کی سرزمین طریقہ نقشبندیہ سے ناآشنا اور اس طریقۂ پاک کی برکات سے محروم تھی۔ آپ اس طریقہ کے پہلے بزرگ ہیں جو ہندوستان تشریف لائے۔ کچھ دنوں لاہور میں رہے اس کے بعد دہلی آئے اور وہیں قیام کیا وہیں وفات ہوئی۔ مزار مبارک دہلی میں زیارت گاہ عالم ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق[عہ] محدث دہلوی جو سلسلہ قادریہ میں ہیں اور علم شریعت و طریقت دونوں میں بہت بلند مرتبہ رکھتے ہیں۔ آپ سے مستفید ہوئے اور بالآخر انھوں نے اپنے رسالہ موصل المرید الی المراد میں تصریح فرمائی کہ نسبت فنا و بقا حاصل کرنے کے لیے طریقہ نقشبندیہ سے بہتر کوئی طریقہ نہیں اور یہ کہ طریقۂ نقشبندیہ اوثق بالسند ہے۔ آپ کے کمالات کی زبردست شہادت اور آپ کی عظیم الشان منقبت یہ ہے کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی آپ کے مسترشدین میں ہیں۔ عمر بہت کم پائی یعنی کل چالیس سال اس دنیا میں رہے۔ اخیر عمر میں جب کسی کے مرنے کی خبر سنتے تو فرماتے کہ قید خانہ سے خوب ہائی پائی۔ موت کا اشتیاق اس سے کما حقہ ظاہر ہوتا ہے۔ تاریخ وفات ۲۵ جمادی الآخرہ سنہ ۱۰۱۲ھ ۱۲

عہ حضرت امام ربانی کے کئی مکتوب آپ کے نام ہیں حضرت امام ربانی نے مکتوب ۲۴۴ دفتر اول حصہ دوم میں آپ کے متعلق یہ جملہ لکھا ہے "میاں عبدالحق کہ یکے از مخلصان ایشان (یعنی حضرت خواجہ باقی باللہ) اند"۔

اسرار سبع المثانی واقف رموز

مقطعات قرآنی کاشف غموض

متشابہات قرآنی محبوب صمدانی

مجدد الف ثانی شیخ الشریعۃ

ملہ احادیث میں ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر صدی کے آغاز میں میری امت میں ایسے لوگ ہوتے رہیں گے جو دین کی تجدید کرتے رہیں گے یعنی جو بدعتیں (دین میں نئی باتیں) رائج ہوگئی ہوں گی ان کو مٹائیں گے اور جو سنتیں (دین کی باتیں) متروک ہو گئی ہوں گی ان کو پھر رائج کریں گے چنانچہ اس ارشاد نبوی کے مطابق ہر صدی میں مجدد ہوتے رہے اور اپنے فرائض کو جو احادیث میں مذکور ہیں انجام دیتے رہے۔ علمائے اسلام نے بڑی تحقیق کے ساتھ ہر صدی کے مجددین کے ناموں اور ان کے کارناموں کا ذکر کیا ہے۔ اسی سلسلہ میں الف ثانی یا گیارھویں صدی کے آغاز پر ایک مجدد اعظم پیدا کیا گیا اور حکمت بالغہ نے اس مجدد اعظم کے ظہور کے لیے سرزمین ہندوستان کو منتخب کیا۔ حضرت امام ربانی کے مجدد الف ثانی ہونے کو تمام عالم اسلامی نے تسلیم کر لیا اور خود آپ کے کارنامے اسکی بہترین شہادت ہیں تفصیل اس اجمال کی اگر کسی کو دیکھنا ہو تو وہ کتاب شواهد التجدید کا مطالعہ کرے ۱۲

والطریقۃ الہادی الی طریق اللہ تاج النہایۃ فی البدایۃ خلیفۂ حقانی نائب رسول یزدانی شیخ احمد[1] السرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

[1] آپ طریقہ نقشبندیہ کے امام الائمہ ہیں آپ کے خلفاء کے سلسلہ میں بہت سے بزرگوار امام الطریقہ ہوئے۔ جیسے حضرت آدم بنوری اور حضرت مولانا خالد رومی وغیرہ وغیرہ حضرت امام ربانی کی ذات مبارک علم شریعت و علم احسان دونوں کی جامع تھی اور آپ کی مجددیت بھی دونوں شعبوں پر حاوی ہے۔ آپ کے زمانہ میں ہندوستان دریائے ظلمت بنا ہوا، طرح طرح کے فتنوں کا مرکز بن گیا تھا دہلی کی سلطنت اپنے پورے عروج پر تھی۔ آپ کا ابتدائی زمانہ عہد اکبری میں تھا اور آخری زمانہ عہد جہانگیری بلکہ عہد شاہ جہانی میں اس وقت ہندوستان کی یہ حالت تھی کہ ایک طرف کفر و الحاد کا سمندر موجیں لے رہا تھا۔ اکبر کے زمانہ میں خود بادشاہ اور ارکین سلطنت نے جو جو کارروائیاں دین اسلام کے خلاف اور دین و اہل دین کے ذلیل و خوار کرنے میں کیں تاریخ میں مذکور اور کچھ شمہ ان کا حضرت امام ربانی کے مکتوبات میں مسطور ہے۔ دوسری طرف رفض کا فتنہ اپنی پوری قوت سے کارفرما تھا۔ تیسری طرف علمائے سوء کا گروہ تھا (باقی بر صفحہ ۲۰)

(۲۵) الٰہی بحرمت قیوم ربانی عروۃ الوثقےٰ

حضرت مجدد الدین ابوالمکارم

(بقیہ حاشیہ صفحہ (۱)) جو دنیاوی فوائد پر دین کو قربان کر رہے تھے جھوٹے فتووں اور غلط مسائل کا بازار گرم تھا۔ چنانچہ پایائے شاہی الفیں دین فروشوں کا ایک فتویٰ مرتب ہوا تھا کہ کسی نبی کی نبوت ہزار سال سے زیادہ نہیں رہی مطلب یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا دور معاذ اللہ ختم ہو چکا اب کسی اور نبی کی راہ دیکھنا چاہیئے۔ چوتھی طرف دو کا نداز صوفیوں کا جھگڑا تھا۔ المختصر اسلام ہندوستان سے رخصت ہو رہا تھا۔ ایسے نازک وقت میں صرف آپ کی ذات اقدس تھی کہ اپنے کو ہر قسم کے مصائب کا نشانہ بنا کر قید خانہ کی سختیاں جھیل کر ان تمام فتنوں کا مقابلہ کیا اور اسلام کو بچالیا۔ بالآخر غیب سے آپ کی مدد ہوئی۔ جہانگیر بادشاہ آپ کا مرید ہوا۔ تمام دوسرے سلاسل صوفیہ میں کمال حاصل کرنے کے بعد آپ نے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے طریقہ نقشبندیہ حاصل کیا اور اس کمال پر پہنچے کہ حضرت خواجہ نے جو کلمات آپ کی شان میں ارشاد فرمائے کم کسی پیر نے اپنے مرید کے متعلق کہے ہونگے مثلاً فرمایا "شیخ احمد آفتابے است کہ مثل ما ہزاران ستارہا در سایۂ او گم اند" اور فرمایا "مثل ایشان دریں وقت زیر فلک نیست" اتباع سنت وراجتناب از بدعت اور عمل بر عزیمت پر آپ کے طریقہ کی بنیاد ہے۔ ولادت ۹۷۱ھ میں ہوئی اور وفات ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ میں۔ مزار مبارک شہر سرہند میں زیارت گاہ عالم ہے۔ ۱۲

خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۶) الٰہی بحرمت محتسب الملۃ الهادی الی الحقیقۃ حضرت شیخ

ۂ آپ حضرت امام ربانی کے فرزند ثالث ہیں۔ آپ کے حالات عجیب غریب ہیں۔ ایک ماہ میں حفظ قرآن مجید فرمایا اور سولہ برس کی عمر میں تمام علوم کی تحصیل سے فراغت پائی۔ طریقت میں اپنے والد بزرگوار سے وہ حاصل کیا جو کم کسی نے حاصل کیا ہوگا۔ حضرت امام ربانی فرمایا کرتے کہ محمد معصوم کا حال تحصیل طریقت میں صاحب شرح وقایہ کے مثل ہے کہ جو کچھ اُن کے دادا روزانہ تصنیف کرتے وہ ہر روز اسکو حفظ کر لیتے تھے حضرت امام ربانی اُن سے فرماتے تھے

تو یک نقطہ زین لوح نگذاشتی ہر آنچہ نہادم تو برداشتی

اورنگ زیب عالمگیر غازی کو دہلی کی سلطنت آپ ہی کے تصرف سے ملی۔ طریقہ کی ترویج آپ سے جس قدر ہوئی کسی سے نہیں ہوئی۔ نو لاکھ آدمی آپ کے مرید ہوئے جن میں سے سات ہزار مرتبہ خلافت پر پہونچے ولادت آپ کی ۱۰۰۷ھ میں اور وفات ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ میں ہوئی۔ مزار مبارک سرہند میں زیارت گاہ عالم ہے ۱۲۔

سیف الدین رضی اللہ تعالےٰ
عنہ
(۲۷) الٰہی بحرمت حضرت سیدنا

سلہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اور ان کے خلیفہ ہیں۔ تحصیل طریقہ اپنے پدر بزرگوار سے کی۔ نہایت قوی التوجہ اور صاحب تصرف تھے۔ اورنگ زیب بادشاہ دہلی اور نیز شہزادے آپ کے مرید تھے۔ آپ کا قیام دہلی میں رہتا تھا۔ امر معروف اور نہی منکر میں آپ کی خاص شان تھی۔ کوئی امر خلاف شریعت بادشاہ کے یہاں دیکھتے تو ذرا رعایت نہ کرتے اور بہت سختی سے اُس کو روکتے۔ اورنگ زیب میں اس قدر دینداری آپ ہی کی تعلیم و تربیت کا نتیجہ تھی۔ آپ کی خانقاہ سے دونوں وقت چودہ سو آدمیوں کو کھانا بٹتا تھا۔ ولادت آپ کی ۱۰۵۵ھ میں اور وفات ۲۰ رجمادی الآخرہ ۱۰۹۶ھ میں ہوئی مزار مبارک سرہند میں ہے ۱۲۔

نور محمد بدایونی رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔

(۲۸) الٰہی بحرمت قیوم زمانی قطب جہانی شمس الدین حبیب اللہ

لہ حضرت شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلفا میں سے ہیں کچھ دنوں حضرت حافظ محمد محسن صاحب خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی رہے تھے۔ آپ کا استغراق بہت بڑھا ہوا تھا۔ پندرہ برس تک یہ حال رہا کہ سوا نماز کے اوقات کے آپ کو ہوش نہیں آتا تھا۔ اکل حلال میں بڑا اہتمام فرماتے تھے اور دنیا داروں سے بہت پرہیز رکھتے تھے۔ وفات آپ کی ۱۱ ذیقعدہ ۱۱۳۵ھ میں ہوئی۔ مزار مبارک دہلی میں زیارت گاہ عالم ہے ۱۲۔

حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۲۹) الٰہی بحرمت حضرت مجدد مائۃ ثالث عشر خلیفۂ خدا نائب خیر البشر حضرت مولنا

سلہ آپ سادات علوی میں سے ہیں حضرت سید نور محمد بدایونی کے اجل خلفا میں سے
ہیں ان کے بعد حضرت شیخ محمد عابد اور نیز دوسرے مشائخ سے کسب فیض کیا اپنے
زمانہ میں یکتائے روزگار تھے حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی آپ کے بے نظیر کمالات
کے معترف تھے اور آپ کو قیم طریقہ احمدیہ لکھا کرتے تھے۔ بیہقی وقت حضرت
قاضی ثناء اللہ پانی پتی کو انہیں نے آپ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ بڑے صاحب کشف
و صاحب تصرف تھے آپ کے حالات میں مستقل تصانیف آپ کے خلفا کی ہیں جن کو دیکھ
کر ایمان تازہ ہوتا ہے۔ ولادت آپ کی ۱۱۱۱ھ میں بعہد اورنگ زیب ہوئی اور شب
عاشورا ۱۱۹۵ھ میں جام شہادت نوش فرمایا۔ ایک رافضی نے آپ کو شہید کیا۔
عاش حمیدا و مات شہیدا مادۂ تاریخ ہے ۱۲ ۱ھ۔

عبد اللہ المعروف بشاہ غلام علی

ملہ نام آپ کا عبد اللہ عرف شاہ غلام علی مولد آپ کا بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب اٹھارہ برس
کی عمر میں دہلی آئے اور حضرت مرزا صاحب شہید کی خدمت میں پندرہ برس رہ کر وہ کمالات
حاصل کیے کہ اپنے وقت میں بے مثل ہو گئے۔ اس قدر فیض آپ سے ہوا کہ اس کی کوئی مثال متقدمین
میں بھی نہیں ملتی۔ بلا شبہہ ساری دنیا کو انوار طریقت سے منور کر دیا۔ مولانا خالد رومی جو اعجوبۂ وقت
کے اعلم العلما تھے کردستان سے آپ کے پاس آئے اور نو مہینہ آپکی خدمت میں رہ کر امام طریقت بنکر
واپس گئے اور بلاد اسلامیہ میں اس قدر رجوع علما و فضلا کا آپکی طرف ہوا کہ آپکے نام سے طریقہ خالدیہ
مشہور ہو گیا۔ مولانا خالد نے متعدد قصائد عربی و فارسی آپ کی شان میں لکھے ایک قصیدہ جس میں
لکھتے ہیں کہ میں نے پیر کی تلاش میں ساری دنیا چھان ڈالی مگر آپ کا مثل نہ پایا فرماتے ہیں ؎

ز اقصائے خطا تا غایت مغرب زمیں امروز ۔۔۔ نیا شد ہیچکس مانند او از نوع انسانی

نہ شد با طول صحبت زاولیائے یثرب و بطحا ۔۔۔ میسر آنچہ از شیخے شد مرا نادیدہ ارزانی

مولانا خالد وہ ہیں جن کے حالات میں علامہ شامی شارح درمختار نے ایک مستقل رسالہ تالیف
کیا جس کا نام سل الحسام الهندی لنصرة مولانا خالد النقشبندی ہے۔
راقم الحروف نے یہ رسالہ مطبوعہ مصر مطالعہ کیا ہے۔

المختصر آپ کے کمالات و تصانیف حد تحریر میں نہیں آسکتے۔ ولادت شریف
سنہ ۱۱۵۸ھ میں اور وفات ۲۲ صفر سنہ ۱۲۴۰ھ میں ہوئی اور خانقاہ مظہریہ میں جو
اب آپ ہی کے نام سے مشہور ہے۔ اپنے مرشد حضرت شہید کے پہلو میں دفن
کیے گئے ۱۲۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۳۰) الٰہی بحرمت شیخ الطریقۃ و الحقیقۃ مولانا الشیخ ابوسعید ذکی القدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۱؎ آپ حضرت امام ربانی کی اولاد میں ہیں حضرت خواجہ محمد معصوم کی نسل سے ولادت آپ کی شہر (ریاست) رامپور میں یکم ذیقعدہ ۱۱۹۶ھ میں ہوئی حفظ قرآن مجید و شق تجوید بعد تحصیل علوم سے فارغ ہو کر آپ نے حضرت شاہ درگاہی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی جو مشائخ مجددیہ زبیریہ میں سے تھے تکمیل نسبت کے بعد اجازت و خلافت سے ممتاز ہوئے اور مرجع خلائق بنے اس مرتبہ پر پہونچنے کے بعد پھر حضرت شاہ غلام علی صاحب کی طرف رجوع کیا اور حضرت ممدوح نے باصرار تمام آپ کو اپنا جانشین بنایا آپ نے ایک نفیس رسالہ سلوک میں لکھا ہے جس کا نام ھدایۃ الطالبین ہے اس رسالہ کا ترجمہ معروف زبانوں میں ہوا ہر مجددی کو اس رسالہ کا مطالعہ میں رکھنا ضروری ہے۔ اپنے پیر و مرشد کی وفات کے دس سال بعد سفر حج سے لوٹتے ہوئے عین عیدالفطر کے دن ۱۲۵۰ھ میں ٹونک میں رحلت فرمائی۔ نعش مبارک دہلی لائی گئی اور اپنے پیر و مرشد کے پہلو میں دفن کیے گئے مادہ تاریخ ع ستون محکم دین بی فنا (۵) زیا ۱۲۔

(۳۱) الٰہی بحرمت قطب المحققین وارث المرسلین حضرت مولٰنا الشیخ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ [۱]

ف [۱] آپ حضرت شاہ ابو سعید صاحب کے فرزند دوم ہیں ولادت آپ کی شہر دہلی میں ۲۵ شعبان سنہ ۱۲۳۵ھ میں ہوئی۔ چار برس کی عمر میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور توجہ سے مستفیض ہوئے۔ فرمایا کرتے تھے کہ وہ توجہ مجھ کو خوب یاد ہے بیعت اپنے والد بزرگوار سے کی اور اپنے بڑے بھائی حضرت شاہ احمد سعید صاحب سے استفادہ کیا اور تکمیل حضرت مولانا عبد الغفور بیگ صاحب خرجوی خلیفہ حضرت مولانا شاہ غلام علی صاحب قدس سرہ سے ہوئی۔ علم حدیث میں اور اتباع سنت میں آپ کا پایہ بہت بلند تھا۔ ہندوستان میں جو علمائے کرام علم حدیث کی درس و تدریس کا مشغلہ رکھتے ہیں ان کا سلسلہ تلمذ آپ تک پہونچتا ہے۔ حضرت مولانا الشیخ عبد الحی فرنگی محلی نے بھی آپ سے سند حدیث حاصل کی سنن ابن ماجہ کی شرح بھی آپ نے لکھی جو بہت مقبول ہوئی ہندوستان کے اُس بڑے ہنگامہ میں جو غدر کے نام سے مشہور ہے آپ نے ہندوستان سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ میں سکونت اختیار فرمائی اور نہایت توکل و استغنا کے ساتھ علم حدیث کے پڑھانے اور مسترشدین کے افادۂ روحانی میں مشغول رہے۔ توجہ بہت قوی تھی۔ اور اتباع سنت میں کمال کے سبب سے نسبت میں لطافت و بیرنگی بہت تھی۔ ۶ محرم سنہ ۱۲۹۶ھ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قبر کے قریب دفن ہوئے ۱۲۔

محدث دہلوی مہاجر مدنی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ۔

(۳۲) الٰہی بحرمت سیدی و مرشدی و
وسیلتی الی اللہ الصمد مولٰنا الشاہ
ابو احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

سلہ آپکا سلسلۂ نسب بواسطۂ حضرت شاہ محمد یحییٰ کے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی تک پہونچتا ہے۔ سات واسطے نسب میں ہیں۔ اور سات ہی واسطے نسبت میں بھی ہیں۔ حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہ تک آپ کے دو سلسلے ہیں۔ پہلا سلسلہ یہ ہے کہ آپ کو اپنے والد ماجد حضرت شاہ خطیب احمد صاحب سے بیعت ہے اور اُن کو اپنے والد حضرت مولانا شاہ رؤف احمد صاحب سے اور اُن کو حضرت شاہ غلام علی صاحب سے۔

دوسرا سلسلہ یہ ہے کہ آپ کو اپنے عم بزرگوار حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب قدس سرہ سے۔ اور ان کو اپنے والد حضرت مولانا شاہ ابو سعید صاحب سے۔ اور اُن کو حضرت شاہ غلام علی صاحب سے۔

شجرہ میں یہی دوسرا سلسلہ آپ نے رکھا ہے۔ فرمایا کرتے تھے کہ مدینہ منورہ

(باقی صفحہ ۴۸ پر ملاحظہ)

(بقیہ مضمون صفحہ ۲۸) میں پندرہ مہینے حضرت کی خدمت میں رہا ہوں۔ فرماتے تھے کہ فقیری کا ماحصل ہم نے اخلاص کو پایا۔ اتباع سنت کے بڑے حریص تھے اور اپنے معمولات کا نہایت التزام رکھتے تھے۔ روزانہ ختم خواجگان اور ختم حضرت مجدد اور دوسرے بزرگوں کے ختمات کا معمول تھا اور بعد نماز فجر اور بعد نماز ظہر تلاوت قرآن مجید فرماتے تھے۔ بہت تھوڑا سا وقت نماز چاشت کے بعد اور بہت تھوڑا وقت نماز عصر کے بعد لوگوں سے بات کرنے کے لیے رکھا تھا۔ نواب شاہجہاں بیگم والیہ بھوپال اکثر حاضر خانقاہ ہوتی تھیں اور اکثر دن دن بھر رہتی تھیں اور باوجود اس کے کبھی ایسا ہوتا تھا کہ ان کو سلام کرنے کا موقع نہ ملتا تھا۔ بڑے استغنا و توکل سے آپ نے بسر فرمائی۔ ولادت شریف سنہ ۱۲۶۰ھ میں ہوئی اور وفات سنہ ۱۳۴۲ھ میں اٹھارھویں جمادی الاولیٰ کو۔ آپ کا تاریخی نام محمد وجیہ الشریعۃ ہے جس سے کہ سن ولادت ظاہر ہوتا ہے اور مدت عمر مبارک لفظ امداد سے ظاہر ہوتی ہے یعنی بیاسی سال اور امداد ہو وجیہ الشریعۃ تاریخ وصال ہے۔ خاص شہر بھوپال میں اپنے آبائی قبرستان میں مدفون ہوئے۔ قبر شریف خام ہے اب قبر شریف کے گرد ایک حظیرہ بنا دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کی مسلسل بارش اس قبر مبارک پر رکھے۔ آمین۔

آپ کے وصال کے بعد آپ کے جانشین آپ کے خلف الصدق حضرت حاجی شاہ محمد یعقوب صاحب دامت برکاتہم زعمت ہوئے اور اب خانقاہ مبارک انہیں کی ذات والا صفات سے آباد ہے اپنے آبائے کرام کے بالکل قدم بہ قدم ہیں متعنا اللہ تعالیٰ بطول بقائہ۔ آمین۔

بر بندہ بے ہنر از گناہ شرمندہ

بعجز و قصور محمد عبد الشکور[۱]

و بر رحم فرما

فَإِنَّكَ أَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ وَآخِرُ

دَعْوٰنَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ

وَآلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِينَ

---

[۱] بعض مخلصین کے اصرار سے اور اُن بزرگوں کی پیروی کی نیت سے جنہوں نے خود اپنا حال رقم فرمایا ہے چند کلمات اپنے پراگندہ حالات کے متعلق لکھے جاتے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اپنے خدام کے اصرار سے اپنا حال لکھنے کے لیے قلم اٹھایا تو اپنے متعلق پہلا جملہ یہ لکھا

"در ابتدا قطرۂ آبے در انتہا مشت خاکے" انھوں نے جو کچھ لکھا وہ یقیناً تواضع ہے
البتہ مجھ جیسے لوگ اس کلمہ کا حقیقی مصداق ہیں۔ حضرت ممدوح نے اپنے دیوان
عالیشان کے دیباچہ میں کل ایک صفحہ میں اپنے حالات ختم کر دیے ہیں۔ نیز اپنے
دیوان عالی شان میں اپنی تمام عمر کی سرگزشت صرف ایک شعر میں بیان فرمائی ہے۔ شعر

مظہر دیوانہ از آغاز و انجامش مپرس ۔۔ گشت از خواب عدم بیدار و باز افسانہ شد

اس حقیر کی ولادت قصبہ کاکوری میں جو لکھنؤ سے سات میل کے فاصلہ پر ہے
بتاریخ ۲۲ ذی الحجہ ۱۲۹۳ھ ہوئی۔ خوش قسمتی سے یہ وہی صدی ہے جس میں مجدد
مائۃ ثالث عشر حضرت مولانا شاہ غلام علی صاحب قدس سرہ کے وجود مبارک سے
ربع مسکون جگمگا رہا تھا۔

اس حقیر کے والد ماجد کا اسم مبارک مولوی حافظ محمد ناظر علی صاحب ہے
اُن کے حالات البتہ قابل لکھنے اور یاد رکھنے کے ہیں اُن کو بیعت و خلافت حضرت
مولانا حاجی حافظ سید محمد عبدالسلام صاحب متوطن ہسوہ ضلع فتح پور سے تھی اور وہ خلیفہ اعظم
تھے حضرت مولانا شاہ احمد سعید صاحب دہلوی کے اور وہ خلیفہ تھے اپنے والد
بزرگوار حضرت مولانا شاہ ابوسعید صاحب کے اور وہ خلیفہ تھے حضرت مولانا شاہ
غلام علی صاحب کے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

اس حقیر نے بہت صغر سنی میں حضرت مولانا محمد عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کو کئی بار دیکھا تھا اُن کی شکل مبارک اور اُن کا قد و قامت اب تک حافظہ میں ہے
حضرت والدی الماجد فرماتے تھے کہ انھوں نے تمھارے اوپر توجہ بھی فرمائی تھی اور
فرمایا تھا کہ بیج ڈال دیا گیا ہے اپنے ایک مکتوب میں حضرت والدی الماجد رحمۃ اللہ کو

اس حقیر کے متعلق لکھا ہے کہ "خدائے تعالیٰ برخوردار را از علوم نافعہ بہرہ ور گرداند"
اس حقیر نے قاعدہ بغدادی اور پارۂ عم جناب مولوی عبدالوہاب صاحب
رحمۃ اللہ علیہ ساکن ہسوہ ضلع فتح پور سے پڑھا اور شاید ایک دو کتابیں فارسی کی بھی۔
اُس زمانہ میں اُردو پڑھانے کا رواج نہ تھا کہ یہ تو مادری زبان ہے۔ اس کے
پڑھانے کی کیا ضرورت (پنج کی خط وکتابت بھی فارسی زبان میں ہوتی تھی۔)
اس کے بعد فارسی کی کتب درسیہ نظم ونثر سب جناب مولانا سید مظہر حسین صاحب
متوطن کوڑا جہاں آباد ضلع فتحپور سے وہیں پڑھیں انھوں نے بڑی توجہ اور
دل سوزی سے پڑھایا اور فارسی پڑھنے اور لکھنے کی بھی مشق کرائی جزاہ اللہ
تعالیٰ احسن الجزاء۔ اس کے بعد عربی کتب درسیہ جلالین وہدایہ وقطبی و
نورالانوار تک مختلف اساتذہ سے بمقام ضلع فتح پور پڑھنے کے بعد عنایت الٰہی
نے لکھنؤ میں حضرت مولانا سید محمد عین القضاۃ صاحب نقشبندی مجددی رحمہ
اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پہونچا دیا۔ ع

سر زمینے بود منظور آسمانے یافتم

بقیہ کتب درسیہ سب انھیں سے پڑھیں بلکہ بعض وہ کتب بھی جو اب درس میں
نہیں ہیں مثل نسبت باب اصطرلاب وغیرہ کے۔ حضرت ممدوح علامہ لکھنوی
یعنی حضرت مولانا الشیخ ابوالحسنات محمد عبد الحی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اجل و
ارشد تلامذہ میں سے تھے اور اپنے استاد بزرگوار کے سامنے ہی کتب درسیہ
عربیہ کے درس دینے میں مرجع خاص وعام بن چکے تھے۔ آپ کو بیعت
حضرت موسیٰ جی متوطن ترکیسر ضلع سورت سے تھی اور وہ خلیفہ تھے حضرت

مولانا نظام الدین متوطن باجوڑ (ملک افغانستان کے) اور وہ خلیفہ تھے حضرت مولنٰنا محمد جان شیخ الحرم کے اور وہ خلیفہ تھے حضرت مولانا شاہ غلام علی صاحب کے۔

اس حقیر کے پڑھنے کا سلسلہ حضرت مولانا سید محمد عین القضاۃ صاحب سے سنہ ۱۳۱۱ھ سے شروع ہوا اور سنہ ۱۳۱۷ھ کے شروع میں ختم ہوا۔

اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرات نقشبندیہ مجددیہ کے تین بلند مرتبہ بزرگوں کی صحبت عطا فرمائی اور تینوں کا سلسلہ حضرت مولانا شاہ غلام علی صاحب سے ہے اوّل حضرت والدی الماجد رحمۃ اللہ علیہ کی دوم حضرت مولانا سید محمد عین القضاۃ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سوم حضرت ولی مرشد وسیلتنا الی اللہ الصمد حضرت مولانا شاہ عبداللہ ابو احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت حضرت انہیں سے تھی بیعت کا واقعہ بھی عجیب و غریب واقعہ ہے۔ والامر کلہ للہ۔

اگرچہ نیک نیم خاک پائے ایشانم — عجب گر شستہ بانم سفال ریحانم

اس وقت کہ سنہ ۱۳۶۵ ہجری کے ختم ہونے میں صرف تین مہینے باقی ہیں عمر اس حقیر کی اکہتر سال پوری ہو چکی بہتر واں سال قریب ختم ہے۔ ختم اللہ لی بما ھو خیر۔

الحمد للہ تعالےٰ کا ایک گنہگار بندہ حضرت سید الرسل امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خطا کار امتی اپنے تمام دینی بھائیوں سے اپنے لیے دعائے خیر کا امیدوار ہے اور امید ہے کہ یہ امید رائگاں نہ ہوگی۔ یا غفار الذنوب یا ستار العیوب یا ارحم الراحمین یا مجیب السائلین وحسبنا اللہ و نعم الوکیل۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

خاتمہ

شجرۂ طیبہ کے خاتمہ پر مناسب معلوم ہوا کہ کچھ ضروری باتیں دینی بھائیوں کے لیے لکھ دی جائیں جن کو فوائد کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اُن فوائد کو قبول فرمائے اور با اثر بنائے آمین

فائدہ اول تصوف کا مقصد اور اس کی حقیقت

واضح رہے کہ تصوف یا بالفاظ دیگر طریقت یا حقیقت شریعت سے باہر کوئی چیز نہیں ہے جو کچھ سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو تعلیم فرمایا اس کا نام شریعت ہے اور وہی اصل چیز ہے۔ رضائے الٰہی اور نجات آخرت اسی کے ساتھ وابستہ ہے۔ تصوف اسی شریعت کے مقاصد کی تحصیل و تکمیل کے لیے ہے اور بس۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ اپنے مکتوبات کے دفتر اول مکتوب سی و ششم میں فرماتے ہیں۔

شریعت[لہ] را سہ جزء است۔ علم[1] و عمل[2] و اخلاص[3]۔ تا این ہر سہ جزء متحقق نشود شریعت متحقق نشود و چون شریعت متحقق شد رضائے حق سبحانہ و تعالیٰ حاصل گشت

لہ ترجمہ: شریعت کے تین جزء ہیں ایک اعتقادات دوسرے اعمال تیسرے اخلاص۔ جب تک یہ تینوں جزء نہ پائے جائیں شریعت کا وجود نہیں ہو سکتا اور جب شریعت کا وجود ہو جائیگا تو حق سبحانہٗ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جائیگی

که فوق[1] جمیع سعادات دنیویه و اُخرویه است و رضوان من الله
اکبر۔ پس شریعت متکفل جمیع سعادات دنیویه و اُخرویه آمد
و مطلبے نماند که باوراے شریعت دراں مطلب احتیاج افتد
طریقت و حقیقت که صوفیه بآں ممتاز گشته اند ہر دو خادم
شریعت اند در تکمیل جزو ثالث که اخلاص است پس مقصود
از تحصیل طریقت و حقیقت تکمیل شریعت است نه امرے دیگر ورائے شریعت

عام طور پر جہلا میں جو یہ مشہور ہو گیا ہے کہ طریقت اور چیز ہے اور شریعت اور چیز۔ یہ بات بالکل غلط اور سخت بے دینی کی ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ یا تو اتباع شریعت کی اہمیت مسلمانوں کی نظروں میں کم ہو جائے اور احکام شرعیہ کی طرف سے بے رغبتی پیدا ہو جائے معاذ اللہ منہ اور یا یہ کہ تصوف کی طرف سے نفرت ہو جائے۔

---

[1] ترجمہ:۔ جو تمام سعادات دنیویہ و اُخرویہ سے بالاتر ہے قولہ تعالےٰ ورضوان من اللہ اکبر۔ پس معلوم ہوا کہ شریعت تمام سعادات دنیا و آخرت کی ضامن ہے اور کوئی مقصد ایسا نہیں جس کے لیے سوا شریعت کے اور کسی چیز کی حاجت ہو۔ باقی رہی طریقت و حقیقت جو صوفیوں کی امتیازی چیزیں ہیں یہ دونوں شریعت کے خادم ہیں۔ شریعت کے تیسرے جز یعنی اخلاص کی تکمیل کے لیے ہیں۔ لہذا طریقت اور حقیقت کے حاصل کرنے سے مقصود شریعت ہی کی تکمیل ہے۔ شریعت کے علاوہ کوئی دوسری چیز مقصود نہیں ۱۲۔

تصوف کا مقصود یہ بھی نہیں ہے کہ غیب کی باتیں معلوم ہونے لگیں جس کو کشف کہتے ہیں۔ تصوف کا مقصود کرامات کا ظہور بھی نہیں ہے کشف و کرامت کا ظہور بعض حضرات سے ہوتا ہے بعض سے نہیں جن سے نہیں ہوتا ان کے مرتبہ میں کچھ نقصان نہیں آتا اور جن سے ہوتا ہے ان کے مرتبہ میں کچھ زیادتی نہیں ہو جاتی ہے۔ نیز تصوف کا مقصود حق تعالیٰ کا دیدار بھی نہیں۔ دیدار کا وعدہ تو ایمان والوں سے عالم آخرت میں ہے — اس دنیا میں ان آنکھوں سے دیدار الٰہی ہرگز نہیں ہوتا —

خوب سمجھ لینا چاہیے اور یاد رکھنا چاہیے کہ تصوف کا مقصود سوا اس کے کچھ نہیں کہ جن عقائد کی شریعت نے تعلیم دی ہے اُن کا یقین پختہ ہو جائے اور وہ چیزیں معلومات کے درجہ سے ترقی کر کے مشہودات کے درجہ میں آجائیں اور جب یہ عقائد اس درجہ پختہ ہو جائیں گے تو ظاہر ہے کہ اعمال شرعیہ کی پابندی سہل ہو جائے گی اور تمام کاموں میں اخلاص پیدا ہو جائے گا یعنی سوا رضائے الٰہی کے کسی کام کا اور کچھ مقصود[1] نہ ہوگا — حضرت امام ربانی مکتوب نمبر ۳۷ دفتر اول میں فرماتے ہیں: —

---

[1] جیسا کہ آیہ کریمہ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ میں مسلمانوں کو تعلیم دی گئی ہے کہ تمہاری نماز تمہاری قربانی اور تمہارا جینا اور تمہارا مرنا اللہ تعالیٰ کے لیے ہونا چاہیے ۱۲ —

شخصے[1] از خواجہ نقشبند قدس اللہ سرہ الاقدس سوال کرد کہ مقصود از سلوک چیست فرمودند تا معرفت اجمالی تفصیلی گردد و استدلالی کشفی شود ۔ نہ فرمودند تا معرفت زائد بر معارف شرعیہ حاصل کنند اگرچہ در راہ امور زائدہ پیدا مے شوند اما اگر بہ نہایت کار رسانند آں ہباء منثور مے گردند و ہماں معارف شرعیہ بر وجہ تفصیل معلوم میگردند و از ضیق استدلال بہ فضائے اطلاق کشف می آیند ۔

نیز حضرت ممدوح مکتوب ۲۶۶ دفتر اول میں فرماتے ہیں :۔

---

[1] ترجمہ :۔ ایک شخص نے حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ سرہ الاقدس سے پوچھا کہ سلوک (یعنی تصوف) کا مقصود کیا ہے فرمایا کہ جو چیز شریعت سے مجمل طور پر معلوم ہوئی تھی وہ مفصل ہو جائے اور جو چیز دلیل سے معلوم ہوئی تھی اب وہ کشف سے ظاہر ہو جائے ۔ یہ نہ فرمایا کہ معلومات شرعیہ سے زائد کوئی چیز حاصل ہو گی ۔ اگرچہ راستہ میں کچھ زائد چیزیں ظاہر ہوتی ہیں لیکن اگر کام انتہا تک پہنچ جائے تو وہ زائد چیزیں پراگندہ ذرّوں کی طرح فنا ہو جاتی ہیں اور وہی معلومات شرعیہ مفصل طور پر معلوم ہو جاتے ہیں ۔ اور استدلال کی تنگی سے نکل کر کشف کی فضا میں آ جاتے ہیں ۔

بعدہٗ از تحصیل دو جناح اعتقادے و عملے اگر توفیق ایزدی جل سلطانہ رہنمونی فرماید سلوک طریقہ علیہ صوفیہ ست نہ ازبرائے آں غرض کہ شئے زائد ازاں اعتقاد و عمل حاصل کنند و امر مجدد بدست آرند بلکہ مقصود آن ست کہ نسبت بہ معتقدات یقینے و اطمینانے حاصل کنند کہ ہرگز بہ تشکیک مشکک زائل نگردد و پایۂ از شبہہ باطل نشود۔

چہ پائے استدلالیاں چوبین و مستدل بے تمکین الا بذکر اللہ تطمئن القلوب و نسبت بہ اعمال یسری و سہولتے حاصل کنند و کسل و سرکشی کہ از امارہ ناشی می شود زائل گردانند۔

ترجمہ:- اعتقاد و عمل کے دو بازوؤں کے حاصل کرنے کے بعد اگر توفیق الٰہی جل سلطانہ رہنمائی کرے تو پھر صوفیہ علیہ کا راستہ طے کرتا ہے نہ اس لیے کہ اس اعتقاد و عمل سے زائد کوئی چیز حاصل ہوگی اور کوئی نئی چیز ہاتھ آئیگی بلکہ (طریقہ صوفیہ کا) مقصود یہ ہے کہ انہیں اعتقادات کا ایسا یقین و اطمینان حاصل ہو جائے جو کسی کے شک ڈالنے سے ہرگز زائل نہ ہو اور کسی کے شبہہ ڈالنے سے نہ مٹ سکے وجہ اسکی یہ ہے کہ دلیلے وہ اعتقادات دلیل کے سبب تھے اور دلیل کا پاؤں کمزور ہوتا ہے یعنی دلیل سے حاصل کیے ہوئے اعتقاد میں قوت و مضبوطی نہیں ہوتی (اور اب وہ چیز اللہ کی یاد کرنے کی وجہ سے کشف میں آ جائیگی اور قوی و مضبوط ہو جائیگی) الا بذکر اللہ تطمئن القلوب (آیت قرآنی ہے معنی اسکے یہ ہیں کہ اللہ کی یاد سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے) اور دوسرا مقصد طریقہ صوفیہ کا یہ ہے کہ اعمال شرعیہ (مثل نماز روزہ وغیرہ) کے ادا کرنے میں آسانی اور سہولت حاصل ہو جائے اور جو سستی و سرکشی نفس امارہ کی وجہ سے ہوتی تھی دور ہو جائے۔

[1] و ایضاً مقصود از سلوک طریقہ صوفیہ آں نیست کہ صور و اشکال غیبی را مشاہدہ نمایند و انوار و الوان را معائنہ کنند ایں خود داخل لہو و لعب است صور و انوار حسی چہ نقصان دارند کہ کسے انہا را گزاشتہ بریاضات و مجاہدات تمنائے صور و انوار غیبی نماید۔

المختصر تصوف اصل میں وہی چیز ہے جس کو احادیث میں لفظ احسان سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ اللہ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو اور اگر یہ بات حاصل نہ ہو تو اس طرح کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔

فائدہ دوم طریقہ نقشبندیہ کی فضیلت

تصوف یا فقر و درویشی میں بھی بہت امام ہوئے ہیں جس طرح علم فقہ میں متعدد ائمہ ہوئے اور ہر امام کے متقلد اپنی جماعت کو اپنے امام کی طرف منسوب کرتے ہیں جیسے حنفی۔ مالکی۔ شافعی۔ حنبلی۔ بالکل اسی طرح فقر و درویشی میں بھی ہر امام کے متبعین اسی نسبت سے امتیاز رکھتے ہیں مثلاً:۔

---

[1] ترجمہ: نیز طریقۂ صوفیہ کا یہ مقصود نہیں ہے کہ غیبی صورتوں اور شکلوں کا مشاہدہ کریں یا غیبی انوار و الوان کا معائنہ کریں یہ چیزیں لہو و لعب میں داخل ہیں ظاہری صورتوں اور ظاہری انوار میں کیا کمی ہے کہ کوئی ان کو چھوڑ کر اس تمنا میں ریاضات و مجاہدات کرے کہ غیبی صورتیں اور انوار مشاہدہ میں آجائیں۔

نقشبندی قادری چشتی سہروردی وغیرہم ۔ اور جس طرح فقہ میں ایک امام کے مقلد دوسرے امام کا انکار نہیں کرتے اور مختلف ائمہ کے مقلدین میں باہم کوئی نزاع نہیں ہوتا بالکل یہی حال فقر ودرویشی میں بھی ہے باہم ایک دوسرے کا انکار نہیں کرتے اور باوجود جزدی اختلافات کے باہم کسی قسم کا نزاع نہیں رکھتے ۔ بلکہ صاف تصریح کرتے ہیں کہ یہ سب طرق موصل الی اللہ ہیں اور یہ کہ ہر طریقہ کے اکابر اولیاء اللہ ہیں رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ۔

طریقہ نقشبندیہ کے امام حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند ہیں قدس اللہ سرہ اللہ تعالےٰ کی خاص رحمت ہے کہ الف ثانی کا جو مجدد اس امت کے لیے پیدا کیا گیا وہ بھی طریقہ نقشبندیہ کا تبع ہوا اسی وجہ سے اب اس طریقہ کو طریقہ مجددیہ کہتے ہیں ۔

اولیاء اللہ کے جتنے طریقے ہیں سب مشکوٰۃ نبوت سے ماخوذ ہیں اور سب وصول الی اللہ کے لیے کافی ووافی ہیں مگر ان میں باہم فرق مراتب ہے اللہ تعالےٰ[1] نے فرق مراتب انبیاء علیہم السلام میں بھی رکھا ہے جو مقتدی الکل فی الکل ہیں اور تمام اولیاء اللہ کا تنا من کان سب اُن کے طفیلی ہیں ۔ اسی سنۃ اللہ کے مطابق سب سے افضل اور سب سے اعلیٰ طریقہ نقشبندیہ ہے ۔ طریقہ نقشبندیہ کے افضل ہونے کے بہت سے وجوہ ہیں

---

[1] قولہ تعالےٰ ۔ تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض ۱۲۔

ملفوظات

جن میں سے چند حسب ذیل ہیں:-

(۱) طریقہ نقشبندیہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لیا گیا ہے اور وہ باجماع امت قطعی طور پر تمام صحابہ سے افضل ہیں لہذا اُن کے طریقہ کے افضل ہونے میں کچھ شک نہیں ہو سکتا۔

(۲) طریقہ نقشبندیہ کی بنیاد پابندی شریعت اور اتباع سنت پر ہے۔

(۳) طریقہ نقشبندیہ سب طریقوں سے سہل ہے بڑی بڑی ریاضات اور مجاہدات از قسم چلہ کشی وغیرہ اس طریقہ میں نہیں یہاں صرف اتباع سنت اور شیخ کی صحبت اور توجہ سے کام بنتا ہے۔ بالکل صحابہ کرام کی روش کے مطابق۔

(۴) طریقہ نقشبندیہ میں وصول الی اللہ جلد ہوتا ہے۔ جو بات دوسرے طریقوں میں انتہا میں حاصل ہوتی ہے اس طریقہ میں ابتدا ہی میں مل جاتی ہے اسی چیز کی طرف حضرت عارف جامی قدس سرہ نے اپنے اس شعر میں اشارہ فرمایا ہے کہ۔

اول او آخر ہر منتہی — آخر او جیب تمنا تہی

اس قسم کی خصوصیات طریقہ نقشبندیہ میں بہت ہیں لہذا حضرت امام ربانی کے ارشادات پر یہ قاعدہ ختم کیا جاتا ہے۔ مکتوب دو صد و چہل و ہفتم دفتر اول میں فرماتے ہیں:-

طرق صوفیہ[1] در مراتب کمال و تکمیل چہ مقدار تفاوت درمیان افتادہ است

---

[1] ترجمہ: حضرات صوفیہ کے طریقے کامل ہونے میں اور دوسروں کو کامل بنانے میں کتنا باہم فرق رکھتے ہیں۔

پس[لہ] ہر طریقے کہ ملتزم متابعت سنت سنیہ باشد و اوفق باتیان
احکام شرعیہ از برائے اختیار اولیٰ و انسب بود و آں طریق
طریق اکابر نقشبندیہ است قدس اللہ اسرارہم العلیہ
چہ ایں بزرگواران دریں طریق التزام سنت نمودہ اند و اجتناب
از بدعت فرمودہ حتی الامکان عمل بہ رخصت تجویز نمی کنند اگرچہ
بظاہر در باطن نافع باشد و عمل بہ عزیمت از دست نمی دہند
اگرچہ بصورت و سیرت در باطن مضر دانند احوال و مواجید
را تابع احکام شرعیہ ساختہ اند و اذواق و معارف را خادم
علوم دینیہ دانستہ جواہر نفیسہ شرعیہ را در رنگ اطفال
بجوز و مویز وجد و حال عوض نمی کنند۔

لہ ترجمہ: لہذا جس طریقہ میں اتباع سنت کا التزام ہو اور احکام شرعیہ کی بجا آوری
کے زیادہ موافق ہو اس طریقہ کا اختیار کرنا اولیٰ و انسب ہے اور وہ طریقہ اکابر نقشبندیہ کا
طریقہ ہے قدس اللہ اسرارہم العلیہ کیونکہ ان بزرگوں نے اس طریقہ میں سنت کا التزام
کیا ہے اور بدعت سے پرہیز فرمایا ہے حتی الامکان رخصت پر عمل کرنے کی اجازت
نہیں دیتے اگرچہ بظاہر باطن کے لیے اسکو مفید سمجھیں اور عزیمت پر عمل کرنے
کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے اگرچہ اس کو صورت و سیرت میں باطن کے لیے
مضر خیال کریں۔ حال و وجد کو ان بزرگوں نے احکام شرعیہ کا تابع بنایا ہے
اور ذوق و معرفت کی باتوں کو علوم دینیہ کا خادم سمجھا ہے احکام شرعیہ کے
نفیس جواہر کو لڑکیوں کی طرح وجد و حال کے اخروٹ و مویز سے نہیں بدلتے ۱۲

اور مکتوب دوصد و نودم دفتر اول میں فرماتے ہیں:
بدانکہ[1] طریقے کہ اقرب ست و اسبق و اوفق و اوثق و اسلم و احکم و اصدق و اولیٰ و اعلیٰ و اجل و ارفع و اکمل طریقہ علیہ نقشبندیہ است قدس اللہ تعالیٰ ارواح اہالیہا و اسرار موالیہا ایں ہمہ بزرگی ایں طریق و علو شان ایں بزرگواران بواسطہ التزام متابعت سنت سنیہ ست علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ واجتناب از بدعت نامرضیہ ایشانند کہ در رنگ اصحاب کرام علیہم الرضوان من الملک المنان نہایت کار در بدایت ایشان مندرج گشتہ است و حضور و آگاہی ایشان دوام پیدا کردہ و بعد از وصول بدرجہ کمال فوق آگاہی ہاے دیگراں شدہ۔

---

[1] جاننا چاہیے کہ جو طریقہ سب سے زیادہ قریب اور سب سے زیادہ سابق اور سب سے زیادہ شریعت کے موافق اور سب سے زیادہ زوردار اور سب سے زیادہ سلامتی کا اور سب سے زیادہ مضبوط اور سب سے زیادہ سچا اور سب سے زیادہ رہنمائی کرنے والا اور سب سے زیادہ بلند اور سب سے زیادہ بزرگ اور سب سے زیادہ کامل ہے وہ طریقہ علیہ نقشبندیہ ہے قدس اللہ تعالیٰ ارواح اہالیہا و اسرار موالیہا۔ یہ سب بزرگی اس طریقہ کی اور بلندیٔ شان ان بزرگوں کی بوجہ التزام اتباع سنت کے ہے علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ اور بوجہ بدعت نامرضیہ سے پرہیز کرنے کے ہے۔ یہی بزرگوار ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان من الملک المنان کی طرح انتہا اس کام کی ان کی ابتدا میں شامل ہو گئی ہے اور ان کے حضور و آگاہی میں ہمیشگی ہے اور درجہ کمال پر پہنچنے کے بعد ان کا حضور و آگاہی دوسروں کے حضور و آگاہی سے فوقیت رکھتا ہے ۱۲۔

ایک خاص بات طریقہ نقشبندیہ میں یہ بھی ہے کہ یہ طریقہ بالکل فقہ حنفی کے مطابق ہے۔ اس طریقہ کے لوگوں کو فقہ حنفی کے خلاف کوئی کام نہیں کرنا پڑتا جیسے ذکر جہر وغیرہ اس مطابقت کی بڑی وجہ یہ ہے کہ طریقہ نقشبندیہ کے اکابر سب کے سب حنفی تھے بلکہ ان کا شمار فقہائے حنفیہ میں ہے (دیکھو کتاب الفوائد البہیہ)

لطف بالائے لطف یہ ہے کہ دوسرے ائمہ کے مقلدین یعنی شافعی مالکی حنبلی حضرات کو بھی اس طریقہ میں داخل ہونے کے بعد اپنی فقہ کے خلاف کسی عمل کے کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ ذلک من فضل اللّٰہ تعالیٰ واللّٰہ ذو الفضل العظیم۔

فائدہ سوم۔ طریقہ نقشبندیہ کی تعلیمات

طریقہ نقشبندیہ کی تمام تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ احکام شرعیہ کی پوری پابندی کی جائے اور باطن میں سوا اللہ کی یاد کے کچھ نہ ہو۔

حضرت امام ربانی مکتوب ہشتاد و سوم دفتر اول میں فرماتے ہیں:۔

ظاہر را بظاہر شریعت غرّا آراستن و باطن را ہمواره با حق جل و علا داشتن کار عظیم است۔ تا کدام صاحب دولت را بایں دو نعمت عظمیٰ مشرف سازند۔

لے ترجمہ۔ اپنے ظاہر جسم کو شریعت غرّا کی پابندی سے آراستہ کرنا اور اپنے باطن کو ہر وقت حق جل وعلا کے ساتھ رکھنا بڑا کام ہے دیکھیں دکا پردازان قضا و قدر (باقی برصفحہ ۴۵)

نیز اسی دفتر کے مکتوب چہل وششم میں فرماتے ہیں:۔

فردائے[۱] قیامت از شریعت خواہند پرسید۔ از تصوف نخواہند پرسید۔

ان تعلیمات کی کچھ تفصیل بطور تاکید مزید کے حسب ذیل ہے:۔

تعلیم اول

بڑے اہتمام کے ساتھ اپنے عقائد کی تصحیح کرنی چاہیے۔ تمام عقائد موافق اہل سنت کے ہوں اگر کوئی عقیدہ بھی خلاف اہل سنت کے ہو تو رضائے الٰہی یا بہ الفاظ دیگر نجات کی امید نہیں۔ امہات عقائد تین ہیں عقیدہ توحید عقیدہ رسالت عقیدہ قیامت باقی عقائد انہیں عقیدوں کی فروع ہیں۔

تعلیم دوم

عقائد کی تصحیح کے بعد اعمال شرعیہ کی پابندی ضروری ہے۔ اعمال میں دو قسم کی چیزیں ہیں ایک مامورات یعنی جن کے کرنے کا شریعت نے حکم دیا ہے۔ دوسرے منہیات یعنی جن کے کرنے سے شریعت نے منع کیا ہے۔ ان دونوں قسموں کی پابندی نہایت ضروری ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۴) کس صاحب دولت کو ان دونوں بڑی نعمتوں سے مشرف کرتے ہیں ۱۲

۱؎ ترجمہ:۔ کل قیامت کے دن شریعت کی بابت پرسش ہوگی تصوف کی بابت پرسش نہ ہوگی ۱۲۔

مامورات میں کچھ فرائض ہیں کچھ واجبات کچھ سنن اور کچھ مستحبات ۔ اسی طرح
منہیات میں کچھ حرام ہیں کچھ مکروہ تحریمی کچھ مکروہ تنزیہی ۔

فرائض اور واجبات کا ادا کرنا اسی طرح حرام اور مکروہ تحریمی سے بچنا تو ہر مسلمان کے لیے لازم ہے لیکن ان بزرگان دین کی تعلیم یہ ہے کہ سنن و مستحبات کا ترک بھی حتی الامکان نہ ہونا چاہیے اور مکروہ تنزیہی کے ارتکاب سے بھی حتی الامکان پرہیز چاہیے ۔

پانچ وقت کی فرض نماز جماعت کے ساتھ مسجد میں ادا کرنا چاہیے ۔ حتی الامکان جماعت کی پابندی کا اہتمام بلیغ کرنا چاہیے اور بغیر عذر شرعی مسجد کی پابندی میں بھی قصور نہ کرنا چاہیے پنجگانہ نمازوں کے علاوہ جو جو نمازیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں جیسے نماز چاشت نماز فی الزوال و نماز تہجد وغیرہ انکے ترک پر کبھی راضی نہ ہونا چاہیے ۔ ان نمازوں میں تہجد زیادہ موکد ہے سنت موکدہ ہے ۔

رمضان مبارک کے روزے فرض ہیں بڑے اہتمام کے ساتھ رکھنا چاہیے علاوہ رمضان مبارک کے ستہ شوال اور صوم عرفہ اور

۱؎ پنجگانہ نمازوں میں فرض سترہ رکعت اور واجب تین رکعت (وتر کی) اور سنت موکدہ بارہ رکعت یہ کل بتیس رکعت ہوئیں ان کے علاوہ چار رکعت قبل عصر اور چار رکعت قبل عشا مستحب ہیں ۱۲

۲؎ درمختار میں ہے کہ جو شخص نماز تہجد کے ترک کا عادی ہو وہ فاسق مردود الشہادۃ ہے یعنی کسی معاملہ میں اگر وہ شخص شریعت کے سامنے گواہی دے تو قاضی کو چاہیے کہ اسکی گواہی نہ قبول کرے ۱۲

صوم عاشوراء کے بہت فضائل ہیں۔ زکوٰۃ اور حج بھی فرائض اسلامیہ میں سے ہیں۔ شبانہ روز کے اذکار جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں بعض موقت بعض غیر موقت بعضے کسی سبب کے ساتھ مشروط اور بعض غیر مشروط۔ حدیث کی کتابوں میں دیکھ کر ان اذکار کو یاد کر لیا جائے اور ان کی پابندی کی جائے تو موجب برکات ہے اور بزرگان دین کے ملتزمات میں سے ہے۔[1]

تعلیم سوم

اتباع سنت کا حرص اپنے دل میں پیدا کرنا چاہیے نہ صرف عبادات میں بلکہ عادات میں بھی۔ کھانے میں پینے میں سونے میں جاگنے میں چلنے پھرنے میں رہنے میں استنجا میں طہارت میں غرض ہر حالت میں یہ کوشش ہونی چاہیے کہ اس کام کو ہم اسی طرح کریں جس طرح رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ حضرت امام ربانی نے اپنے مکتوبات میں بار بار اتباع سنت کی تاکید فرمائی ہے اور اس کی برکات بیان کی ہیں از انجملہ مکتوب دو صد و نودم دفتر اول میں فرماتے ہیں:—

بدانکہ[2] حاصل طریقہ حضرات خواجگان قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم اعتقادات اہلسنت...

---

[1] اس چیز کے لیے کتاب حصن حصین یا کتاب عمل الیوم واللیلہ کا مطالعہ کافی ہے ۱۲

[2] جاننا چاہیے کہ حضرات خواجگان قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے طریقہ یعنی طریقہ نقشبندیہ کا حاصل یہ ہے کہ اہل سنت و جماعت کے عقائد کی پابندی ہو ۱۲

واتباعؔ سنت سنیہ مصطفویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام والتحیۃ واجتناب ست از بدعت وہوائے نفسانیہ وعمل بہ عزیمت امور حتی الامکان واحتراز از عمل بہ رخصت واستہلاک واضمحلال ست اولاً در جہت جذبہ ۔

حضرت مولانا شاہ غلام علی صاحب قدس سرہ کے مکتوبات شریفہ میں ہے کہ جو عبادتیں فرض و واجب ہیں ان میں بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی نیت ہونی چاہیے ۔ اشیائے خوردنی میں جو چیزیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمائی ہیں مثلاً گوشت اور سرکہ اور کدو اور خربزہ اور تربوز وغیرہ ان چیزوں کے کھانے میں بھی اتباع سنت کی نیت ہونا چاہیے ۔

اتباع سنت کا حرص جب کسی کے دل میں گھر کر لیتا ہے تو اس کو ایک خاص تعلق رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہو جاتا ہے اور یہی تعلق اصل چیز اور تمام فیوض و برکات کا سرچشمہ ہے ۔ اور ایسے شخص پر خاص رحمت خداوندی یہ ہوتی ہے کہ افعال اضطراریہ میں بھی منجانب اللہ خلاف سنت حرکات سے اس کی حفاظت ہوتی ہے ۔

لہ ترجمہ :۔ اور سنت سنیہ مصطفویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام والتحیہ کی پیروی کرے اور بدعت اور ہوائے نفسانی سے بچے اور حتی الامکان عزیمت پر عمل کرے اور رخصت پر عمل کرنے سے پرہیز کرے اور استہلاک و اضمحلال حاصل کرے سب سے پہلے جذبہ کی جانب میں ۱۲ ۔

تعلیم چہارم

بدعت سے بہت بچنا چاہیے۔ بدعتی فاسق سے بھی بدتر ہے کیونکہ فاسق جس گناہ کو کرتا ہے اُس کو گناہ سمجھتا ہے لیکن بدعتی گناہ کو عبادت سمجھ کر کرتا ہے بدعت ہر اُس نئی بات کو کہتے ہیں جو دین میں نکالی جائے اور اس کا ثبوت شریعت کے چاروں اصولوں میں سے کسی سے نہ ہو۔ شریعت کے چار اصول ہیں کتاب (یعنی قرآن مجید) سنت۔ اجماع امت۔ قیاس مجتہدین۔

بعض متاخرین نے بدعت کی دو قسمیں بیان کی ہیں حسنہ اور سیئہ۔ حضرت امام ربانی اس کے سخت مخالف ہیں متعدد مکتوبات میں اس پر بہت زور دیا ہے کہ ہرگز کوئی بدعت حسنہ نہیں[۱] ہو سکتی۔ درحقیقت بدعت کی یہ تقسیم بہت مضر

---

[۱] حضرت مولانا الشیخ عبدالحی فرنگی محلی رحمہ اللہ کا ایک نفیس رسالہ تراویح کے متعلق ہے جس کا نام تحفۃ الاخیار فی احیاء سنۃ سید الابرار ہے اس رسالہ کے شروع میں بدعت کے متعلق نہایت عمدہ مباحث لکھے ہیں از انجملہ یہ کہ بدعت کس کو کہتے ہیں علماء کے متقدمین اور متاخرین کے متعدد اقوال بدعت کی تعریف میں نقل فرمائے ہیں پھر یہ کہ کون کون علماء اس کے قائل ہیں کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں سیئہ اور حسنہ اور کون اس کے قائل ہیں کہ بدعت ہرگز حسنہ نہیں ہو سکتی ہر بدعت سیئہ اور ضلالت ہے پھر قول فیصل یہ لکھا ہے کہ لفظ بدعت کبھی بمعنی لغوی مستعمل ہوتی ہے یعنی ہر نئی چیز خواہ وہ اصول اربعہ سے ثابت ہو اور خواہ وہ محدث فی الدین نہ ہو بلکہ محدث للدین ہو اس معنی کے لحاظ سے بیشک بدعت کی دو قسمیں ہیں۔ جو اصول اربعہ سے ثابت ہوں یا محدث فی الدین نہ ہوں وہ بدعت حسنہ کہی جائینگی (باقی بر صفحہ ۵۰)

ثابت ہوئی اور بدعات قبیحہ کے لیے دروازہ کھل گیا۔ بدعت کی اس تقسیم کا فوری نتیجہ یہ ہے کہ بدعت سے جیسی نفرت ہونی چاہیے وہ باقی نہیں رہتی۔

حضرت امام ربانی کے متعدد مکتوبات میں سے ایک مکتوب کے کچھ اقتباسات زیب رقم کیے جاتے ہیں۔ مکتوب بست و سوم دفتر دوم میں فرماتے ہیں:۔

شاہبازے باید کہ نصرت سنت فرماید و ہزیمت بدعت نماید ترویج بدعت موجب تخریب دین است و تعظیم مبتدع باعث ہدم اسلام من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی ہدم الاسلام شنیدہ باشد بہ یکی ہمت و تمامی نہمت متوجہ آں باید بود کہ ترویج سنتے از سنن کردہ آید و رفع بدعتے از بدع کردہ شود

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۹) دوسرے معنی بدعت کے اصطلاحی شرعی ہیں یعنی ہر وہ چیز جو محدث فی الدین ہو اور اس کا ثبوت اصول اربعہ سے نہ ہو۔ اس معنی شرعی کے لحاظ سے بدعت کی دو قسمیں نہیں ہو سکتیں بلکہ ہر بدعت سیئہ اور ضلالت ہے ۱۲۔

لہ ترجمہ:۔ ایک شہباز کی ضرورت ہے جو سنت کی نصرت کرے اور بدعت کو ہزیمت دے۔ بدعت کو رائج کرنا دین کے خراب کرنے کا سبب ہے اور بدعتی کی تعظیم کرنا اسلام کے منہدم کرنے کا باعث ہے (اس حدیث کو) لوگوں نے سنا ہوگا کہ جس نے بدعتی کی توقیر کی اس نے اسلام کے منہدم کرنے میں مدد دی۔ پوری ہمت اور پورے ارادے کے ساتھ اس طرف توجہ کرنا چاہیے کہ کسی سنت کی ترویج کی جائے اور کسی بدعت کو دور کیا جائے ۱۲

همه وقت خصوصاً درین اوان ضعف اسلام اقامت مراسم اسلام[۵۱]
منوط به ترویج سنت ست و تخریب بدعتها - گذشتگان در
بدعت حسنه دیده باشند که بعض افراد آن را مستحسن داشته اند
اما این فقیر درین مسأله با ایشان موافقت ندارد و هیچ فرد
بدعت را حسنه نمی داند و جز ظلمت و کدورت دران احساس
نمی نماید - قال علیه الصلوٰة والسلام کل بدعة ضلالة
و می یابد که درین غربت و ضعف اسلام سلامتی منوط باتیان سنت
است و خرابی مربوط بتحصیل بدعت هر بدعت که باشد
بدعت را در رنگ کلند می داند که هدم بنیاد اسلام می نماید و سنت را
در رنگ کوکب درخشان می یابد که در شب دیجور ضلالت هدایت می فرماید

---

۵۱ ترجمہ:- ہر زمانہ میں خاصکر اس ضعف اسلام کے زمانہ میں اسلام کی تعلیمات کو قائم کرنا سنت کی ترویج اور بدعت کی تخریب کے ساتھ وابستہ ہے۔ گذرے ہوئے لوگوں نے شاید بدعت میں کچھ حسن دیکھا ہو گا جسکی وجہ سے بدعت کے بعض افراد کو انھوں نے مستحسن قرار دیا مگر یہ فقیر اس مسئلہ میں ان کے ساتھ موافقت نہیں رکھتا اور بدعت کے کسی فرد کو حسنہ نہیں جانتا اور اس میں سوائے ظلمت و کدورت کے کچھ محسوس نہیں کرتا۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ یہ فقیر اپنے وجدان سے معلوم کر رہا ہے کہ اس غربت و ضعف اسلام کے زمانہ میں (دین و ایمان کی) سلامتی سنت کی پابندی کے ساتھ وابستہ ہے اور بدعت کے ارتکاب میں خرابی (دین کی) لازم ہے کوئی بدعت بھی ہو۔ یہ فقیر بدعت کو مثل بیلچہ کے جانتا ہے کہ وہ اسلام کی بنیاد کو منہدم کر رہا ہے اور سنت کو مثل چمکتے ہوئے تارے کے ادراک کر رہا ہے کہ وہ گمراہی کی شب تاریک میں رہنمائی کرتا ہے۔

علمای وقت را حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ توفیق دہاد کہ بحسن ہیچ بدعت لب نکشایند و باتیان ہیچ بدعت فتوی ندہند اگرچہ آں بدعت در نظر شان در رنگ فلق صبح روشن در آید چہ تسویلات شیطان را در ماورای سنت سلطان عظیم ست۔

پھر بفاصلۂ چند سطور فرماتے ہیں:۔

وصوفیہ وقت اگر بر سر انصاف بیایند و ضعف اسلام وافشای کذب را ملاحظہ کنند باید کہ در ماورای سنت تقلید پیران خود نکنند وامور مخترعہ را بہ بہانہ عمل شیوخ دیدن خود نگیرند۔ اتباع سنت البتہ منجی ست ومثمر خیرات وبرکات ودر تقلید غیر سنت خطر در خطر ست وما علی الرسول الا البلاغ۔

ترجمہ:۔ اس وقت کے علما کو حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ توفیق دے کہ وہ کسی بدعت کو حسنہ نہ کہیں اور کسی بدعت کے ارتکاب کا فتویٰ نہ دیں اگرچہ وہ بدعت انکی نظر میں سفیدی صبح کی طرح روشن دکھائی دے کیونکہ شیطان کی فریب کاریوں کو سنت کے اسوا ہر چیز میں بڑا غلبہ حاصل ہے ۱۲

ترجمہ:۔ اس وقت کے صوفی بھی اگر انصاف کریں اور اسلام کے ضعف اور جھوٹ کے رواج عام کو دیکھیں تو ان کو بھی چاہیے کہ سنت کے سوا اور چیزوں میں اپنے پیروں کی تقلید نہ کریں اور نئی گڑھی ہوئی باتوں کو اپنے پیروں کے عمل کے بہانہ سے اپنا شیوہ نہ قرار دیں اتباع سنت یقیناً موجب نجات اور مثمر خیرات وبرکات ہے اور غیر سنت کی تقلید میں بہت خطرے ہیں پیغام پہونچانے والے پر صرف پیغام کا پہونچا دینا فرض ہے وہ یہ فرض میں نے ادا کر دیا ۱۲

پیران ما را حق سبحانہ وتعالی از ما جزاے خیر دہاد کہ ما پس ماندگان را بایتان
امور مبتدعہ دلالت نکردند و بہ تقلید خود ما را در ظلمات مہلکہ نینداختند
و جز بمتابعت سنت راہ ننمودند و غیر از اتباع صاحب شریعت علیہ و
علی آلہ الصلوۃ والسلام والتحیۃ و غیر از عمل بہ عزیمت ہدایت نفرمودند لاجرم
کارخانہ این بزرگواران بلند آمد و پیش طاق وصول شان مرتفع گشت
ایشانند کہ سماع و رقص را بہ پشت پا زدہ اند و وجد و تواجد را بہ انگشت
شہادت دو نیم ساختہ کشوف و شہود دیگران نزد این بزرگواران
داخل ماسوا است و معلوم و متخیل آنہا قابل نفی معاملہ این اکابر در
ماورای دید و دانش ست و در ماورای معلوم و متخیل ست و ورا ے
تجلیات و ظہورات ست و ورای مکاشفات و معاینات ست الخ

لہ ترجمہ:- حق سبحانہ وتعالے ہمارے پیروں کو ہماری طرف سے اچھی جزا دے کہ انھوں نے
ہم پیچھے آنے والوں کو بدعت کی باتوں کے ارتکاب کی راہ نمائی نہیں کی اور اپنی تقلید میں ہم کو
ہلاک کرنے والی تاریکیوں میں نہیں ڈالا اور سوا اتباع سنت کے اور کوئی راہ نہیں بتائی اور سوا
عزیمت پر عمل کرنے کے اور کوئی ہدایت ہم کو نہیں کی۔ اسی وجہ سے ان بزرگوں کا کام بہت
بلند ہوگیا اور انکے وصول کی ڈیوڑھی بہت اونچی ہوگئی یہی بزرگوار ہیں کہ سماع اور رقص کو انھوں نے ٹھوکر
مار دی اور وجد و تواجد کو انھوں نے انگشت شہادت سے دو ٹکڑے کر دیا ہے۔ دوسروں کا کشف
و شہود ان بزرگوں کے نزدیک سوی اللہ میں داخل ہے اور دوسروں کا معلوم و متخیل ان بزرگوں کے
نزدیک قابل نفی ہے۔ ان بزرگوں کا معاملہ دید و دانش سے بالاتر اور معلوم و متخیل سے بہت
اونچا اور تجلیات و ظہورات سے برتر اور مکاشفات و معاینات سے بہت بڑھ کر ہے ۱۲-

تعلیم پنجشم

تمام عبادات میں بلکہ ہر کام میں اخلاص ضروری ہے یعنی جو کام کیا جائے اس کا مقصود سوا اللہ کی رضامندی کے اور کچھ نہ ہو یہ صفت بغیر اس کے کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ صحیح تعلق عبدیت کا قائم ہو حاصل نہیں ہو سکتی۔ اسی صفت کے حاصل کرنے کے لیے سلسلہ تصوف کی ضرورت ہے۔ حضرت امام ربانی دفتر اول کے چالیسویں مکتوب میں فرماتے ہیں:۔

بعد از طے منازل سلوک وقطع مقامات جذبہ معلوم شد[۱] کہ مقصود ازیں سیر وسلوک تحصیل مقام اخلاص ست کہ مربوط بہ فنای آلہہ آفاقی وانفسی است۔

بزرگان دین فرماتے ہیں کہ بغیر اخلاص کے کام نہیں بنتا اور اخلاص جب تک کہ اللہ کے ماسوا سے قطع تعلق نہ ہو حاصل نہیں ہوتا اور ماسوا سے انقطاع بغیر وصول الی اللہ کے ناممکن ہے۔ حضرت امام ربانی کا ایک مکتوب اس امر کی تحقیق میں ہے کہ گسستن (یعنی انقطاع ماسوا سے) پہلے ہوتا ہے یا پیوستن (یعنی وصول الی اللہ) حضرات صوفیہ کرام کے اس مسالہ میں تین قول ہیں ایک یہ کہ گسستن پہلے ہوتا ہے اس کے بعد پیوستن دوسرا اس کے برعکس تیسرا قول

---

[۱] ترجمہ:۔ سلوک کی منزلیں طے کرنے اور جذبے کے مقامات قطع کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ اس سیر و سلوک سے مقصود اخلاص کا حاصل کرنا ہے جو معبودان آفاقی و انفسی کے فنا کے ساتھ وابستہ ہے ۱۲۔

مستردد ہے یعنی نہیں معلوم کہ پہلے کون ہوتا ہے۔ حضرت امام ربانی نے اپنا فیصلہ یوں زیب رقم فرمایا ہے کہ گسستن اور پیوستن دونوں ایک ساتھ آن واحد میں ہوتے ہیں ان دونوں میں تقدم زمانی کسی ایک کو دوسرے پر نہیں البتہ تقدم ذاتی پیوستن کو ہے[1] یعنی حق تعالیٰ کی عنایت و رحمت جب کسی بندہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے تو اس کو وصول الی اللہ کی دولت حاصل ہوتی ہے اور اس دولت کے ملتے ہی اس دولت کی وجہ سے اسی آن میں ماسویٰ کے تمام تعلقات کٹ جاتے ہیں۔ ولنعم ماقال العارف الشیرازی سہ

ازاں دم کہ یارم کس خویش خواند   دگر با کسے آشنائی نماند

بزرگان دین فرماتے ہیں کہ وصول الی اللہ کے تین طریقے ہیں۔ اول ذکر دوم مراقبہ سوم رابطہ۔ ذکر کی دو قسمیں ہیں۔ ذکر اسم ذات یعنی اللہ اللہ کا ورد کرنا۔ اور ذکر نفی و اثبات یعنی کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کا ورد کرنا۔ مراقبہ کی کئی قسمیں مثلاً مراقبہ احدیت۔ مراقبہ معیت۔ مراقبہ اقربیت وغیرہ وغیرہ۔ رابطہ کہتے ہیں اپنے پیر کے ساتھ محبت کرنے کو اور ضروری ہے

لہ یہ فیصلہ بالکل قرآن مجید کے مطابق ہے سورۃ مائدہ کی آیت قتال مرتدین میں جہاں اُن لوگوں کے فضائل بیان فرمائے ہیں جنہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم سے مرتدین کے ساتھ قتال کیا ارشاد فرمایا یحبھم ویحبونہ یعنی اللہ ان سے محبت رکھتا ہے اور وہ اللہ سے محبت رکھتے ہیں۔ اس آیت میں اپنی محبت کو پہلے ذکر فرمایا۔ جس سے تقدم ذاتی مترشح ہوتا ہے اور دونوں جملوں کے درمیان میں فاء تعقیب نہ ارشاد فرمائی جس سے تقدم و تاخر زمانی کی نفی ظاہر ہوتی ہے ۱۲۔

کہ انسان جس سے محبت کرتا ہے ہر وقت اُس کا خیال دل میں رہتا ہے اس کی صورت دل میں اور آنکھوں میں بس جاتی ہے۔ لہذا جب کوئی مرید اپنے پیر سے محبت کرے گا تو یہی حالت اس کی ہوگی ہر وقت پیر کی صورت دل میں اور آنکھوں میں بس جائے گی۔ بس یہی چیز رابطہ ہے۔

بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ ان تینوں طریقوں میں سب سے زیادہ مفید اور سب سے زیادہ سریع التاثیر رابطہ ہے۔ رابطہ بغیر ذکر کے اور بغیر مراقبہ کے بھی وصول الی اللہ کا بہترین ذریعہ ہے لیکن ذکر و مراقبہ بغیر رابطہ کے کچھ مفید نہیں۔ اسی رابطہ کو مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ یوں بیان فرماتے ہیں ؎

چوں خلیل آمد خیالِ یارِ من
صورتش بت معنیِ او بت شکن

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اللہ سرہ مکتوب ہفتاد و ہشتم جلد اول میں فرماتے ہیں:۔

؎ حتیٰ کہ بعض اوقات مرید آئینہ دیکھتا ہے تو آئینہ میں بجائے اپنی شکل کے پیر کی شکل اسکو نظر آتی ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ میری شکل بدل گئی جیسا کہ حضرت میرزا صاحب شہید کو پیش آیا کہ آئینہ میں ان کو اپنی شکل کے بجائے حضرت سید نور محمد بدایونی کی شکل نظر آئی رحمۃ اللہ علیہما۔ احادیث کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ رابطہ بدرجہ کمال حاصل تھا۔ حضرت سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے اسی رابطہ کے حاصل کرنے کے لیے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا حلیہ شریف پوچھا تھا کما فی شمائل الترمذی وغیرہ ۱۲۔

در طریقۂ ما مدار وصول بدرجۂ کمال مربوط برابطۂ محبت است بشیخ مقتدا طالب صادق از راہ محبتے کہ بشیخ دارد اخذ فیوض و برکات از باطن او می نماید و بمناسبت معنویہ ساعۃ فساعۃ برنگ او می برآید گفتہ اند فنا فی الشیخ مقدمہ فنای حقیقی است۔ ذکر تنہا بے رابطۂ مسطورہ و بے فنا فی الشیخ موصل نیست ذکر ہرچند از اسباب وصول است لیکن غالباً مشروط برابطۂ محبت و فنا در شیخ آرے ایں رابطہ تنہا با رعایت آداب صحبت و توجہ و التفات شیخ بے التزام طریق ذکر موصل است و در سلوک و تسلیک اختیاری کہ بطرق دیگر وابستہ است مدار کار بر ذکر لطائف و اوراد و اذکار است و بنیاد معاملہ بر ریاضات و اربعینیات و پیر طریقت را بایں شایہ رجوع نیست۔

ترجمہ: ہمارے طریقہ میں درجۂ کمال تک پہنچنا شیخ مقتدا سے رابطۂ محبت کے ساتھ وابستہ ہے۔ طالب صادق بوجہ اس محبت کے جو اپنے شیخ سے رکھتا ہے شیخ کے باطن سے فیوض و برکات کو اخذ کرتا ہے اور بسبب معنوی مناسبت کے لحظہ بلحظہ شیخ کے رنگ میں رنگین ہوتا جاتا ہے۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ فنا فی الشیخ فنائے حقیقی (یعنی فنا فی اللہ) کا مقدمہ ہے۔ ذکر (الٰہی) فقط بغیر رابطۂ مذکورہ کے اور بغیر فنا فی الشیخ کے موصل (الی اللہ) نہیں ہے۔ ذکر الٰہی اگرچہ وصول الی اللہ کے اسباب میں سے ہے لیکن اکثر اوقات رابطۂ محبت اور فنا فی الشیخ کے ساتھ وابستہ ہے۔ رابطہ تنہا بھی آداب صحبت کی رعایت اور شیخ کی توجہ و التفات کے ساتھ طریقۂ ذکر کی پابندی کے بغیر بھی موصل الی اللہ ہے۔ سلوک و تسلیک اختیاری میں جو (طریقہ نقشبندیہ کے سوا) دوسرے طریقوں میں ہوتا ہے کام کا دار و مدار ذکر لطائف اور اوراد و اذکار پر ہے اور معاملہ کی بنیاد ریاضتوں اور چلہ کشیوں پر ہے۔ پیر طریقت کی طرف اس درجہ کا رجوع وہاں نہیں ہے ۱۲

حضرت امام ربانی مکتوبات دفتر اول کے مکتوب صد و ہشتاد و ہفتم میں فرماتے ہیں:-

بدانند کہ حصول رابطہ شیخ مر مرید را بے تکلف و بے تعمل علامت مناسبت
تام ست در میان پیر و مرید کہ سبب افادہ و استفادہ است
و ہیچ طریقے اقرب بوصول از طریق رابطہ نیست تا کرام دولتمند را
باں سعادت مستسعد سازند حضرت خواجہ احرار قدس اللہ تعالیٰ
سرہ العزیز در فقرات می آرند کہ ع سایہ رہبر بہ است از ذکر حق
بہ گفتن باعتبار نفع است۔

نیز دفتر دوم کے مکتوب سیم میں اپنے ایک مرید کو جس پر اس رابطہ کا اس قدر غلبہ ہوا کہ نماز میں بھی شیخ کا تصور رہنے لگا ہر چند کوشش کرتے تھے کہ نماز میں یہ تصور نہ رہے مگر وہ تصور زائل نہ ہوتا تھا۔ تحریر فرماتے ہیں:-

---

لہ ترجمہ:- جاننا چاہیے کہ کسی مرید کو اپنے پیر کے ساتھ بغیر تکلف اور بغیر عمل دخل کے اگر نسبت رابطہ حاصل ہو جائے تو یہ علامت اس بات کی ہے کہ پیر اور مرید کے درمیان میں پوری مناسبت ہے اور یہی مناسبت افادہ اور استفادہ کا سبب ہے۔ وصول الی اللہ کے لیے کوئی راستہ رابطہ کے راستہ سے زیادہ قریب نہیں ہے۔ دیکھنا ہے کہ کس صاحب دولت کو کار پرداز ان قضاء و قدر یہ سعادت عطا فرماتے ہیں۔ حضرت خواجہ احرار قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز اپنی کتاب فقرات میں فرماتے ہیں مصرعہ سایہ رہبر بہ است از ذکر حق۔ یہ فرمانا باعتبار نفع کے ہے نہ باعتبار فضیلت کے ۱۲۔

ورزش رابطہ را نوشتہ بودند کہ بحدے استیلا یافتہ ست کہ در صلوٰۃ[1]
آں را مسجود خود میداند و می بیند و اگر فرضاً نفی کنند منتفی نمی گردد
محبت اطوار ایں دولت متمنائے طلاب ست - از ہزاراں
یکے را اگر بد ہند صاحب ایں معاملہ مستعد تام المناسبت
محتمل کہ باندک صحبت شیخ مقتدا جمیع کمالات او را جذب
نماید - رابطہ را چرا نفی کنند کہ او مسجود الیہ ست نہ مسجود لہ چرا
محاریب و مساجد را نفی نکنند -

تعلیم ششم

اللہ تعالےٰ کی یاد سے کسی وقت غافل نہ رہنا چاہیے! اللہ تعالےٰ کی یاد جب
کسی دل میں پیدا ہو جاتی ہے تو وہ دل پاک ہو جاتا ہے اور پھر اس میں سوا

---

[1] ترجمہ :- نسبت رابطہ کی ورزش کو تم نے لکھا ہے کہ اس قدر غالب ہو گئی ہے کہ نماز میں بھی اس کو مسجود دیکھتا ہوں اور سمجھتا ہوں اور بالفرض اگر اس کی نفی بھی کرنا چاہوں تو وہ صورت سامنے سے نہیں ہٹتی - محبت اطوار یہ دولت تو طالبان (مولیٰ) کی انتہائی تمنا کی چیز ہے ہزاروں میں کسی ایک کو یہ دولت عطا فرماتے ہیں جس کو یہ دولت ملے اسکی استعداد و نہایت کامل ہے ممکن ہے کہ شیخ مقتدا کی تھوڑی صحبت میں ان کے تمام کمالات کو جذب کر لے نسبت رابطہ کی کیوں نفی کرتے ہو وہ تو (کعبہ مکرمہ کی طرح) مسجود الیہ ہے (اللہ تعالےٰ کی طرح) مسجود لہ نہیں ہے اور اگر مسجود الیہ کی نفی بھی ضروری ہے تو پھر محرابوں اور مسجدوں کی نفی کیوں نہیں کرتے ۱۲ ۔

اللہ کی محبت کے کسی دوسری چیز کی گنجائش باقی نہیں رہتی اور تمام نجاسات باطن سے خود بخود دور ہو جاتی ہیں۔

قرآن مجید میں بہت سی آیتیں ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کی اور اس ذکر کے کثرت کی تاکید فرمائی گئی ہے اور اس پر وعدے بھی ہیں اور وعیدیں بھی ہیں۔ یہاں صرف چار آیتیں لکھی جاتی ہیں۔

(۱) وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ ترجمہ اے ایمان والو اللہ کو یاد کرو اور بہت یاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

(۲) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا۔ ترجمہ اے ایمان والو اللہ کو یاد کرو اور بہت یاد کرو۔

(۳) فَاذْكُرُوْنِيْۤ اَذْكُرْكُمْ۔ ترجمہ تم مجھ کو یاد کرو تو میں تم کو یاد کروں گا۔

ف کتنی بڑی عظیم الشان نعمت ہے جس کا وعدہ اس آیت میں ہے۔ ہم تو اتنی بڑی دولت کی تمنا بھی نہ کر سکتے تھے۔ ہماری کیا ہستی ہے کہ اللہ ہم کو یاد کرے۔ پھر جس کو اللہ یاد کرے اُس کو کس بات کی کمی۔

(۴) وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ترجمہ جو شخص رحمٰن کی یاد سے (غافل ہو کر) اندھا ہو جاتا ہے ہم اُس پر ایک شیطان کو مسلط کر دیتے ہیں وہ اُس کے ساتھ رہتا ہے۔

ف کتنی سخت وعید اور کیسی سخت سزا ہے جو شخص اللہ کی یاد سے غافل ہے شیطان اُس پر مسلط ہے اور وہ ہر وقت اُس کے ساتھ ہے۔ دوست سے جدائی کیا کم مصیبت تھی اُس پر مستزاد یہ کہ دشمن کے پنجہ میں اسیرا

نعوذ باللہ منہ آیت مذکورہ کے آگے یہ بھی ہے کہ جب وہ شخص اللہ کے سامنے جائے گا اُس وقت بھی وہ شیطان اُس کے ساتھ ہوگا۔ اُس وقت وہ شخص فریاد کرے گا کہ ارے اب تو میرا پیچھا چھوڑ دے۔ اے کاش میرے اور تیرے درمیان مشرق و مغرب کا فاصلہ ہو جاتا۔

اسی قسم کی سخت ترین وعیدوں کی وجہ سے بزرگان دین نے فرمایا ہے

ہر انکو غافل از حق یک زمان ست   در اندم کافر ست اما نہان ست

اور ایک دوسرے بزرگ فرماتے ہیں ؎

اہل دنیا کافرانِ مطلق اند   روز و شب در زق زق و بق بق اند

چیست دنیا از خدا غافل بدن   نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

ان آیتوں کے بعد دو چار صحیح حدیثیں بھی دیکھو کہ ذکر الٰہی کی کیسی فضیلت اور کیسی تاکید اور اُس کے ترک پر کیسی شدید وعید ہے۔

(۱) یَقُوْلُ اللّٰہُ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ وَاَنَا مَعَہٗ اِذَا ذَکَرَنِیْ فَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِہٖ ذَکَرْتُہٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاءٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَاءٍ خَیْرٍ مِّنْہُ ترجمہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندہ کے گمان کے پاس ہوں (یعنی وہ جیسا گمان میرے ساتھ رکھے ویسا ہی معاملہ اُس کے ساتھ کرتا ہوں مقصد یہ کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہمیشہ بھلائی اور رحمت کی امیدیں رکھنا چاہیے) اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھ کو یاد کرتا ہے اگر وہ مجھ کو اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اُس کو اپنی ذات میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ کو

کسی مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو مجمع میں یاد کرتا ہوں جو اس کے مجمع سے بہتر ہوتا ہے (یہ حدیث بخاری، مسلم، ترمذی وغیرہ میں ہے)۔

(۲) اَکْثِرُوْا ذِکْرَ اللّٰہِ حَتّٰی یَقُوْلُوْا مَجْنُوْنٌ۔ ترجمہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی یاد کی کثرت کر دیہاں تک کہ دنیا والے کہیں کہ یہ شخص دیوانہ ہے (یہ حدیث مسند امام احمد وغیرہ میں ہے)۔

(۳) سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ قَالُوْا وَمَا الْمُفَرِّدُوْنَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الذَّاکِرُوْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَالذَّاکِرَاتُ ترجمہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سب سے آگے نکل گئے تنہائی میں رہنے والے صحابہ کرام نے پوچھا کہ یا رسول اللہ تنہائی میں رہنے والوں سے کون لوگ مراد ہیں آپ نے فرمایا وہ مرد جو اللہ کو بکثرت یاد کرتے ہوں اور وہ عورتیں جو اللہ کو بکثرت یاد کرتی ہوں۔ (یہ حدیث صحیح مسلم میں ہے)۔

(۴) مَا مِنْ اٰدَمِیٍّ اِلَّا لِقَلْبِہٖ بَیْتَانِ فِیْ اَحَدِہِمَا الْمَلَکُ وَفِی الْاٰخَرِ الشَّیْطَانُ فَاِذَا ذَکَرَ اللّٰہَ خَنَسَ وَاِذَا لَمْ یَذْکُرِ اللّٰہَ وَضَعَ الشَّیْطَانُ مِنْقَارَہٗ فِیْ قَلْبِہٖ وَوَسْوَسَ لَہٗ۔ ترجمہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر آدمی کے دل میں دو کوٹھریاں ہوتی ہیں ایک میں فرشتہ رہتا ہے اور دوسری میں شیطان جب آدمی اللہ کو یاد کرتا ہے تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب اللہ کو نہیں یاد کرتا تو شیطان اپنی چونچ اس کے دل میں رکھ دیتا ہے اور اس کو وسوسے ڈالتا ہے۔ (یہ حدیث مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے)۔

ف۔ شیطان کو خناس اسی وجہ سے کہا جاتا ہے اور قرآن مجید میں بھی اس کو خناس اسی وجہ سے فرمایا گیا ہے کہ اللہ کے ذکر سے پیچھے ہٹتا ہے اور بھاگتا ہے۔ جہاں کسی بندہ نے اللہ کا ذکر شروع کیا تو اللہ کی معیت اس کو حاصل ہو جاتی ہے اور شیطان اس سے مایوس ہو جاتا ہے اور اس کے پاس سے بھاگتا ہے۔

تعلیم ہفتم

اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کے لیے طریقۂ نقشبندیہ میں سب سے پہلے ذکر اسم ذات کی تعلیم دی جاتی ہے۔

واضح ہو کہ ان بزرگان دین کی تحقیق میں انسان دس چیزوں سے مرکب ہے اصلہ اور چونکہ یہ دس چیزیں محض اللہ تعالیٰ کے لطف سے وجود میں آئیں اور اشرف المخلوقات یعنی انسان کا جزو بنیں اس وجہ سے ان چیزوں کو لطائف کہا جاتا ہے۔

ان دس لطیفوں میں پانچ لطیفوں کا اصلی مقام عرش عظیم سے اوپر[1] ہے اور پانچ کا عرش کے نیچے۔ بالائے عرش کے پانچ لطیفے یہ ہیں۔ قلب[1]۔ روح[2]۔ سِر[3] خفی[4]، اخفیٰ[5] اور تحت عرش کے پانچ لطیفہ یہ ہیں۔ نفس[6]۔ آگ[7]، ہوا[8]، پانی[9]، مٹی[10]۔ ان دس لطیفوں میں سے آخری چار لطیفوں سے انسان کا جسم بنا ہے اور دل کے چھ لطیفوں کو جسم انسانی کے خاص خاص مقامات سے

---

[1] عرش کے اوپر کے عالم کو عالم امر کہتے ہیں اور عرش کے نیچے کے عالم کو عالم خلق کہتے ہیں قولہ تعالیٰ الا له الخلق والامر تبارک اللہ رب العالمین ۱۲

خالق جل شانہ نے تعلق عطا فرمایا ہے۔ یہ تعلق عشقی کہا جائے جیسا کہ اکثر بزرگوںؒ نے لکھا ہے یا یہ تعلق ایسا سمجھا جائے جیسا کہ بادشاہ کو اپنے ملک کے دور دراز مقامات کے ہر ہر گوشہ سے ہوتا ہے جیسا کہ بعض بزرگوں سے سننے میں آیا۔

قلب کا تعلق سینہ میں بائیں جانب پستان سے دو انگل نیچے ذرا مائل بہ پہلو اُس مضغہ گوشت سے ہے جس کو عربی میں قلب اور فارسی میں دل کہا جاتا ہے۔ ان بزرگوں کی اصطلاح میں اس کو قلب صنوبری صغیر کہتے ہیں اس لیے کہ صنوبر (ایک درخت ہے) اُس کے پھل کی یہی شکل ہوتی ہے اور قلب صغیر بھی اس کو کہتے ہیں۔

طریقہ مجددیہ میں سب سے پہلے قلب سے ذکر اسم ذات کی تعلیم دی جاتی ہے

لہ حضرت مولانا شاہ ابو سعید صاحب قدس سرہ ہدایۃ الطالبین میں فرماتے ہیں۔ "چونکہ اللہ تعالیٰ ہیکل جسمانی انسانی را آفریدہ لطائف عالم امر را بمواضع چند از جسم انسان تعلقے و تعشقے بخشید قلب را زیر پستان چپ بفاصلہ دو انگشت مائل بہ پہلو و روح را زیر پستان راست بفاصلہ دو انگشت و سر را برابر پستان چپ بفاصلہ دو انگشت بطرف سینہ و خفی را برابر پستان راست بفاصلہ دو انگشت بطرف سینہ و اخفی را در وسط سینہ تعلق بخشید حتی کہ ایں لطائف خود را و اصل خود را کہ انوار مجردہ بودند فراموش ساختہ بایں پیکر جسمانی ظلمانی در ساختند و تعشق خود را بایں ظلمت کدہ در یافتند" نفس کا ذکر بوجہ خاص یہاں نہیں فرمایا اُس کا محل دماغ ہے اور مستقر اُس کا پیشانی ۱۲ ۔

لہٰذا یہاں صرف اُسی کے بیان پر اکتفا کی جاتی ہے۔

ذکرِ قلبی کا طریقہ

جب ذکر شروع کرنا چاہیں تو پہلے استغفار[1] پڑھیں پھر پیرانِ طریقت[2] کی ارواحِ طیبہ پر فاتحہ پڑھیں اس کے بعد اپنی موت[3] اور بعد الموت کے حالات کو یاد کر کے اپنا خیال قلب کی جگہ پر جمائیں کہ یہاں سے اللہ اللہ نکل رہا ہے۔ اس نام مبارک کو دل سے کہنے کی کوشش نہ کریں بلکہ اس نام مبارک کو جو دل سے نکل رہا ہے سمعِ خیال سے سننے کی کوشش کریں۔ ذکر کرتے وقت حسبِ ذیل اُمور کا لحاظ رہنا چاہیے۔

---

[1] حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ پچیس مرتبہ استغفار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ پچیس بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ ایک بار پڑھنے کو فرمایا کرتے تھے اور شجرہ میں بھی ایسا ہی رقم فرمایا ہے۔

[2] پیرانِ طریقت کے فاتحہ کے لیے ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ اور تین مرتبہ سورۂ اخلاص مع بسم اللہ پڑھنے کے لیے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شجرہ میں لکھا ہے اور معمول بھی یہی تھا۔

[3] موت کی یاد اس لیے کہ آخرت کی طرف توجہ ہو اور دنیا و مافیہا کے تعلقات جو ایک دن لامحالہ ٹوٹنے والے ہیں مرنے سے پہلے ٹوٹ جائیں اسی لیے حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت کو بہت یاد کیا کرو کہ وہ تمام لذتوں کو مٹانے والی چیز ہے۔ امیر المومنین فاروقِ اعظم کی مہر پر یہ عبارت تھی کَفٰی بِالْمَوْتِ وَاعِظًا یَا عُمَرُ۔ ترجمہ: اے عمر موت نصیحت کے لیے کافی ہے۔

(۱) زبان کو تالو سے چپکا کرلیں اور ذکر کرتے وقت زبان یا جسم کو ذرا بھی جنبش نہ ہو۔

(۲) ذکر کرتے وقت قلب کو دوسرے خیالات سے بالکل خالی ہونا چاہیے۔

(۳) ذکر کرتے وقت لفظ اللہ کے معنی کا لحاظ رہنا چاہیے یعنی وہ ذات جو تمام عیبوں سے پاک اور تمام خوبیوں کے ساتھ موصوف ہے جس پر ہم ایمان لائے ہیں۔

(۴) ذکر کرتے وقت اپنے شیخ کا تصور جن سے ذکر کی تعلیم حاصل کی ہو بہت مفید اور قلب سے وساوس و خطرات کے دفع کرنے کے لیے تریاق اعظم ہے۔

(۵) چند بار ذکر کے بعد یہ دعا پڑھیں "خدایا وند اہیر! مقصود تو ہے اور تیری رضا اپنی محبت اور معرفت عطا فرما" یہ دعا ہر تسبیح میں ایک مرتبہ ضرور پڑھے۔ یہ دعا زبان سے نہ پڑھی جائے بلکہ خیال سے۔

(۶) اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ روزانہ پچاس ہزار مرتبہ ذکر کرے متوسط درجہ پچیس ہزار اور ادنیٰ پندرہ ہزار۔

(۷) مبتدی کے لیے ضروری ہے کہ اپنا سارا وقت ذکر میں صرف کرے نماز و ں میں صرف فرائض اور واجبات اور سنن مؤکدہ پر قناعت کرے پاخانہ اور پیشاب کی حالت میں بھی ذکر سے غفلت نہ ہو۔ یہاں تک کہ قلب جاری ہو جائے یعنی ہر وقت بلا ارادہ اور بلا اختیار قلب سے اللہ اللہ نکلنے لگے جس وقت یہ حالت ہو جاتی ہے تو قلب ہر وقت ذکر میں مشغول رہتا ہے۔ کسی سے

بات کرو یا کوئی کام کرو، کھاؤ پیو اس حالت میں بھی قلب اپنے کام میں مشغول رہتا ہے حتیٰ کہ سونے کی حالت میں بھی جبکہ تمام جسم پر غفلت طاری ہوتی ہے قلب بیدار رہتا ہے اور ذکر میں مشغول رہتا ہے۔ اس حالت کے پیدا ہونے کے بعد قلب کو ذرا دیر کے لیے بھی خاموش کرنا غیر ممکن ہو جاتا ہے۔ ایسی ہی حالت کے متعلق کہا گیا ہے کہ "دست بکار و دل بیار"۔

(۸) ذکر اسم ذات میں حبس دم نہیں کیا جاتا یعنی سانس نہیں روکی جاتی۔ سانس کی آمد و رفت بطور خود جاری رہتی ہے البتہ ذکر نفی و اثبات میں حبس دم کیا جاتا ہے۔

قلب کے اس طرح جاری ہونے کے بعد اگر توفیق ہو تو دوسرے لطائف سے ذکر کیا جاتا ہے۔

تعلیم ہشتم

اس تعلیم میں اُن آٹھ کلمات کی شرح ایک نقشہ کی صورت میں درج کی جاتی ہے جن پر طریقہ نقشبندیہ کی بنیاد ہے۔ یہ آٹھوں کلمات سر حلقہ خواجگان حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے مقرر کیے ہوئے ہیں۔ حق یہ ہے کہ انھوں نے دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔ ان کلمات کی شرح میں بزرگوں نے اپنے اپنے ذوق کے موافق بڑے بڑے مضامین عالیہ بیان فرمائے ہیں وللناس فیما یعشقون مذاہب۔ لیکن اس حقیر نے صرف انھیں معانی پر اکتفا کی ہے جو بالکل ظاہر اور آسان فہم تھے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق دے آمین۔

وہ آٹھوں کلمات یہ ہیں:۔

ہوش در دم۔ نظر بر قدم۔ سفر در وطن۔ خلوت در انجمن۔ یاد کرد۔ بازگشت۔ نگہداشت۔ یادداشت۔

شرح اُن کی حسب ذیل ہے:۔

شرح مصطلحات ہشت گانہ کہ بنائے طریقہ خواجگان بر آن است

۱	ہوش در دم	ہر سانس میں ہوشیار رہنا یعنی یہ خیال رکھنا کہ کوئی سانس اللہ کی یاد سے خالی نہ جائے۔ ترا یک پیشہ بس در ہر دو عالم ۔ ز جانت بر نیاید جز خدا دم
۲	نظر بر قدم	چلنے پھرنے میں نظر نیچی رہے۔ اِدھر اُدھر نہ دیکھے اِدھر اُدھر دیکھنے میں جو چیزیں دکھائی دیتی ہیں اُن کی طرف توجہ ہو جاتی ہے اور توجہ الی اللہ میں خلل پڑتا ہے۔ چلنے سے مراد سلوک باطن بھی ہو سکتا ہے اُس وقت اُس کا مطلب بدل جائے گا۔ (دیکھو مکتوبات امام ربانی)
	سفر در وطن	بغیر ظاہری سفر کے باطن کی سیر کرنا اور بُرے حالات

۳	سفر در وطن	وصفات سے عمدہ حالات اور اچھے صفات کی طرف منتقل ہونا۔ سیر دو قسم کی ہے ایک سیر آفاقی۔ جس کو ظاہری سفر کہتے ہیں۔ دوسرے سیر انفسی دوسرے طریقوں میں مرید کو سیر آفاقی کرنا پڑتی ہے مگر طریقہ نقشبندیہ میں سیر آفاقی بلا ضرورت ممنوع ہے اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے سیر انفسی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ چو شکل اند خاموش تسبیح گوئے + چو باد اندر نہان چالاک پوئے
۴	خلوت در انجمن	لوگوں کے مجمع میں بیٹھے ہوئے بھی اپنے باطن کی طرف متوجہ رہنا اور اللہ کی یاد سے غافل نہ ہونا۔ اندرون در میان بازارم + وز درون خلوتے ست با یارم کسی بزرگ نے اس حالت کو یوں بیان فرمایا ہے۔ از دروں شو آشنا و از بروں بیگانہ وش ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں
۵	یاد کرد	اپنے قلب کی طرف متوجہ ہونا اور خیال کرنا کہ قلب سے اللہ اللہ نکل رہا ہے۔

		مجنوں بخیال زلف لیلی در دشت در دشت بہ جستجوئے لیلی می گشت می گشت بہ دشت ویرانہ باشش لیلے لیلی می گفت تا نہ باشش می گشت
۶	بازگشت	چند مرتبہ ذکر کرنے کے بعد یہ دعا مانگنا کہ خداوندا میرا مقصود تو ہے اور تیری رضا اپنی محبت دے اور اپنی پہچان دے۔ یہ دعا بھی زبان سے نہ ہونا چاہیے بلکہ جس طرح ذکر خیال سے کیا جاتا ہے اسی طرح دعا بھی خیال سے ہو۔ بہ سر رشتۂ خود آئیم باز سخن عاشقی کنم آغاز
۷	نگاہ داشت	ذکر سے جو کیفیت پیدا ہو اس کیفیت کو قائم رکھنا یا ذکر کے وقت خطرات و وساوس سے اپنے قلب کو بچانا۔ شعر نہیں ممکن کہ خطرہ غیر کا دل میں کبھی آئے کسی کی یاد میں سب کچھ بھلانا اس کو کہتے ہیں

۸	یادداشت	جب ذکر کی اس قدر مشق ہو جائے کہ بے ارادہ اور بے اختیار دل سے اللہ اللہ نکلنے لگے تو اس کو یادداشت کہتے ہیں۔ ابتدا میں جو چیز "یاد کرد" کہی جاتی تھی انتہا میں وہی چیز یادداشت کہی جاتی ہے۔ یادداشت کی منزل میں پہونچ کر طالب اس آیہ کریمہ کا صحیح مصداق ہو جاتا ہے۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔ ترجمہ: کچھ مرد ہیں جن کو کوئی تجارت اور نہ کوئی خرید و فروخت اللہ کی یاد سے غافل نہیں کر سکتی۔

ختم

طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کے بزرگوں کا معمول ہے کہ جب کوئی حاجت پیش آتی ہے تو اپنے بزرگوں کا ختم پڑھتے ہیں اور اللہ تعالےٰ سے دعا مانگتے ہیں ہر قسم کی قضائے حاجات کے لیے ان ختموں کا پڑھنا تریاق مجرب ہے۔ حضرت مولانا شاہ غلام علی صاحب قدس سرہ نے اپنے متعدد مکتوبات میں اپنے خدام کو بڑی تاکید کی ہے کہ ختم حضرت مجدد اور ختم خواجگان کا روزانہ ورد رکھیں۔ درحقیقت

ان ختموں کی برکات بیش از بیش ہیں۔

واضح رہے کہ خانقاہ عالیجاہ مجددیہ رؤفیہ بھوپال میں سات ختموں کا روزانہ معمول تھا اور آٹھواں ختم یعنی ختم خواجگان جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ کے پڑھا جاتا تھا۔ یہاں ان ختموں کا بیان جس طریقہ سے خانقاہ موصوف میں معمول ہے لکھا جاتا ہے

ختم پیر پیران خواجہ خواجگان حضرت شاہ نقشبند قدس سرہ	یَا خَفِيَّ اللُّطْفِ اَدْرِكْنِي بِلُطْفِكَ الْخَفِيِّ۔
ختم حضرت پیران پیر سید عبد القادر گیلانی قدس سرہ	حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔
ختم حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ	يَا بَاقِيْ اَنْتَ الْبَاقِيْ۔
ختم حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ	لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ
ختم حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ	لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔
ختم حضرت میرزا مظہر جانجاناں شہید قدس سرہ	يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ۔
ختم حضرت مولانا شاہ غلام علی قدس سرہ	يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

طریقہ ان ختموں کے پڑھنے کا یہ ہے کہ اول ہاتھ اُٹھا کر سورہ فاتحہ ایک مرتبہ پڑھ کر
کہے کہ یہ ختم ہے فلاں بزرگ کا یا اللہ اسکو قبول فرمائے اور ان کو ثواب اس کا پہونچا دے
اس کے بعد درود شریف سو مرتبہ پھر ختم پانچسو[1] مرتبہ پھر درود شریف سو مرتبہ پڑھے
اس کے بعد ہاتھ اُٹھا کر سورہ فاتحہ ایک مرتبہ پڑھ کر دعا مانگے کہ یا اللہ اس ختم کا
ثواب اپنے فضل و کرم سے فلاں بزرگ کو اور ان کے پیران طریقت کو اپنے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک اور ان کے خلفاء و خدام کو پہونچا دے اس کے بعد
ان بزرگ کے وسیلہ سے جو دعا چاہے مانگے ۔

حضرت پیران پیر کے ختم میں ہر سیکڑہ کے بعد نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ
ایک مرتبہ پڑھے اور حضرت خواجہ باقی باللہ کے ختم میں ہر سیکڑہ کے بعد ایک مرتبہ كُلُّ
مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اور حضرت
امام ربانی کے ختم میں ہر سیکڑہ کے بعد ایک مرتبہ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اور حضرت
خواجہ محمد معصوم کے ختم میں ہر سیکڑہ کے بعد ایک مرتبہ فَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَ
كَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ اور حضرت میرزا صاحب کے ختم میں ہر سیکڑہ کے بعد
ایک مرتبہ اَصْلِحْ لِیْ شَاْنِیْ كُلَّهٗ وَلَا تَكِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ
اور حضرت مولانا شاہ غلام علی صاحب کے ختم میں ہر سیکڑہ کے بعد ایک مرتبہ
اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُّبَلِّغُنِیْ اِلٰی
حُبِّكَ ۔ ان سات ختموں کے علاوہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ختم ہے جو

---

[1] حضرت مولانا شاہ نعیم اللہ صاحب قدس سرہ نے معمولات مظہریہ میں حضرت امام ربانی
کے ختم کو ایک ہزار مرتبہ پڑھنے کو لکھا ہے ۱۲ ۔

اُن کے بعض کلمات سے اخذ کیا گیا ہے۔ طریقہ اس کا یہ ہے کہ حسبِ معمول ہاتھ اُٹھا کر ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر دعا مانگے کہ یا اللہ یہ ختم ہے وسیلتنا الی اللہ الصمد حضرت مولانا شاہ ابو احمد صاحب کا یا اللہ قبول فرمالے اور اُن کو ثواب اس کا پہونچا دے۔ اس کے بعد سو مرتبہ درود شریف۔ اُس کے بعد پانچسو مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اور ہر سیکڑہ پر ایک مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ اس کے بعد تین مرتبہ قل ہو اللہ ہر مرتبہ بسم اللہ کے ساتھ پھر سو مرتبہ درود شریف۔ اس کے بعد ہاتھ اُٹھا کر ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر دعا مانگے کہ یا اللہ اس ختم کا ثواب اپنے فضل و کرم سے حضرت مولانا شاہ ابو احمد صاحب کو اور ان کے پیرانِ طریقت کو اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک اور ان کے خلفا اور خدام کو پہونچا دے۔ اس کے بعد ان بزرگوں کے توسل سے جو دعا چاہے مانگے۔

ختمِ خواجگان رضوان اللہ علیہم

یہ ختم مبارک قضائے حاجات کے لیے دوسرے سلاسل میں بھی معمول ہے طریقہ اس کا یہ ہے کہ اول ہاتھ اُٹھا کر سورۂ فاتحہ ایک مرتبہ پڑھ کر دعا مانگے کہ یا اللہ یہ ختم خواجگان ہے اس کو قبول فرمالے اور جن بزرگوں[۱] کی طرف یہ ختم منسوب ہے

---

[۱] سات بزرگ ہیں جن کی طرف یہ ختم منسوب ہے مگر ان کے ناموں کے تعیین میں کچھ اختلاف ہے اس لیے اسی طرح مبہم کہنا چاہیے ۱۲۔

ان کو ثواب اس کا پہونچا دے۔ اس کے بعد سورۂ فاتحہ ۷ بار۔ درود شریف
۱۰۰ بار۔ سورۂ الم نشرح مع بسم اللہ ۷۹ بار۔ سورۂ قل ہو اللہ مع بسم اللہ ۱۱ بار۔
یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ ۱۰۰ بار۔ یَا کَافِیَ الْمُهِمَّاتِ ۱۰۰ بار۔ یَا دَافِعَ
الْبَلِیَّاتِ ۱۰۰ بار۔ یَا رَافِعَ الدَّرَجَاتِ ۱۰۰ بار۔ یَا حَلَّ الْمُشْکِلَاتِ ۱۰۰ بار۔
یَا شَافِیَ الْاَمْرَاضِ ۱۰۰ بار۔ یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ ۱۰۰ بار۔ یَا مُفَتِّحَ الْاَبْوَابِ
۱۰۰ بار۔ یَا سَتَّارَ الْعُیُوْبِ ۱۰۰ بار۔ یَا غَفَّارَ الذُّنُوْبِ ۱۰۰ بار۔ یَا کَشَّافَ
الْکُرُوْبِ ۱۰۰ بار۔ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ۱۰۰ بار۔ یَا مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ ۱۰۰ بار۔
یَا مُسَبِّبَ الْعُرُوْجِ ۱۰۰ بار۔ یَا مُجِیْبَ الدَّعَوَاتِ ۱۰۰ بار۔ یَا اَرْحَمَ
الرَّاحِمِیْنَ ۱۰۰ بار۔ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ ۱۰۰ بار۔ یَا
ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ۱۰۰ بار۔ یَا مُجِیْبَ السَّائِلِیْنَ ۱۰۰ بار۔ یَا
خَیْرَ الْحَافِظِیْنَ ۱۰۰ بار۔ یَا اَمَانَ الْخَائِفِیْنَ ۱۰۰ بار۔ یَا غِیَاثَ
الْمُسْتَغِیْثِیْنَ ۱۰۰ بار۔ یَا عِیَاذَ الْمُسْتَعِیْذِیْنَ ۱۰۰ بار۔ یَا سَمِیْعَ الدُّعَاءِ
۱۰۰ بار۔ یَا بَدِیْعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَیْرِ یَا بَدِیْعُ ۱۰۰ بار۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ
حَسْبِیَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ
الْعَظِیْمِ ۱۰۰ بار۔ یَا رَحْمٰنَ کُلِّ شَیْءٍ وَّرَاحِمَهٗ ۱۰۰ بار۔ یَا مَنْ یُّجِیْبُ
الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ ۱۰۰ بار۔ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَیِّ
الْقَیُّوْمِ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ۱۰۰ بار۔ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ
اِلَی اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ ۱۰۰ بار۔ فَسَیَکْفِیْکَهُمُ اللّٰهُ
وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۱۰۰ بار۔ رَبِّ [illegible]

۱۰۰ بار۔ رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۱۰۰ بار۔
رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ۱۰۰ بار۔ رَبِّ اِنِّیْ
ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ۱۰۰ بار۔ رَبِّ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ
۱۰۰ بار۔ عَسٰی رَبِّیْ اَنْ یَّهْدِیَنِیْ سَوَآءَ السَّبِیْلِ ۱۰۰ بار۔ رَبِّ اِنِّیْ
لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ۱۰۰ بار۔ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ
خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ ۱۰۰ بار۔ وَلَمْ اَکُنْ بِدُعَآئِکَ رَبِّ شَقِیًّا ۱۰۰ بار۔
رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۱۰۰ بار۔ درود شریف ۱۰۰ بار۔
سورۃ فاتحہ ۷ بار پڑھ کر دعا مانگے کہ یا اللہ اس ختم کا ثواب اپنے فضل و کرم سے ان بزرگوں کو جن کی طرف منسوب ہے اور ان کے پیران طریقت کو اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک اور ان کے خلفاء و خدام کو پہنچا دے پھر ان کے توسل سے جو چاہے اللہ تعالیٰ سے مانگے۔

خانقاہ شریف میں یہ ختم ہر جمعہ کو نماز جمعہ کے بعد پڑھا جاتا تھا اور اول و آخر میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کا ختم بھی بالالتزام پڑھا جاتا تھا۔

ان سب ختموں کے پڑھتے وقت تھوڑا پانی کسی ظرف میں رکھ لیا جائے اور بعد ختم کے تمام شرکائے ختم اس پر دم کر دیں۔ یہ پانی شفائے امراض کے لیے عجیب مجرب ہے۔

بعض مخلصین کا اصرار ہوا کہ یہ حقیر بھی اپنے لیے کوئی ختم تجویز کرے۔

یہ حقیر اگرچہ اس قابل نہیں مگر اللہ تعالیٰ کے بندے مغفرت ذنوب اور نزول رحمت کی دعا اس گنہگار کیلئے کریں تو ارحم الراحمین سے بہت کچھ امید ہے لہذا وہ ختم تجویز کیا جاتا ہے۔

حسب دستور اول سورہ فاتحہ ایک بار پھر درود شریف سو بار پڑھکر آیہ کریمہ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ پانچ سو بار پھر رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ پانچسو بار پھر درود شریف سو بار پھر سورہ فاتحہ ایک بار پڑھ کر بطریق مذکورہ دعا مانگیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برائے آگاہی طالبان بابرکت جدول تاریخ وفات مشائخ طریقت علیہم الثناء التحیہ

السلسلۃ المشائخ النقشبندیہ المجددیہ

تعداد	نام بزرگان	روز و تاریخ وفات	ماہ وفات	سنہ وفات	جائے مزار مبارک	اختلاف
۱	حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	دوشنبہ ۱۲	ربیع الاول	سنہ ۱۱ ہجری	مدینہ منورہ حجرہ حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ عنہا	بقول محدثین
۲	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	شب سہ شنبہ ۲۲	جمادی الآخر	سنہ ۱۳ھ	روضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	بقول دیگر آخر روز دوشنبہ [illegible]

تعداد	نام بزرگان	روز و تاریخ وفات	ماہ وفات	سنہ وفات	جاے مزار مبارک	اختلاف
۳	حضرت سلمان فارسی رضی	۱۰	رجب	۳۳ھ سفینۃ الاولیا	مداین سفینۃ الاولیاء	
۴	حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہم	۲۴	جمادی الاولی	۱۰۷ھ		۱۰۸ھ سفینہ
۵	حضرت امام جعفر صادق رضی	۱۵ ذوالقعدہ	رجب	۱۴۸ھ	جنۃ البقیع در مقبرۂ امام حسن رضی اللہ عنہ	۱۲ شوال
۶	حضرت بایزید بسطامی رح	۱۴	شعبان	۲۶۱ھ نفحات	بسطام سفینۃ الاولیا	۱۵ و ۱۶
۷	حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رح	۱۵	رمضان	۴۲۵ھ نفحات	خرقان مخزن الاعراس	۱۰ المحرم ۴۲۴ھ
۸	حضرت خواجہ ابو علی فارمدی رح	۴	ربیع الاول	۴۷۷ھ سفینۃ الاولیا	طوس سفینۃ الاولیاء	
۹	حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رح	۲۷	رجب	۵۳۵ھ	مرو رشحات	غرۂ صفر
۱۰	حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رح	۱۲	ربیع الاول	۵۷۵ھ سفینۃ الاولیا	غجدوان رشحات	
۱۱	حضرت خواجہ عارف ریوگری رح	غرہ	شوال		ریوگر رشحات	
۱۲	حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رح	۱۷	ربیع الاول		وابکنی رشحات	

تعداد	نام بزرگان	روز و تاریخ وفات	ماہ وفات	سنہ وفات	جای مزار مبارک	اختلاف
۱۳	حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رح	۲۷	رمضان	۷۱۵ھ	خوارزم نفحات و رشحات	۲۸ ذیقعدہ سنہ ۷۱۵ھ رشحات
۱۴	حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رح	۱۰	جمادی الآخر		قریہ سماسی	
۱۵	حضرت سید امیر کلال رح	۱۵ در بعض ۸	جمادی الآخر	سنہ ۷۷۲ھ	دیہ سوخار رشحات	۸ جمادی الاولی سفینۃ الاولیا
۱۶	حضرت خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند رح	شب دوشنبہ سوم سفینہ	ربیع الاول	سنہ ۷۹۱ھ	بخارا رشحات	
۱۷	حضرت خواجہ علاء الدین عطار رح	شب چہارشنبہ ۲۰ بعد نماز خفتن	رجب	سنہ ۸۰۲ھ	دیہ جغانیان رشحات	
۱۸	حضرت خواجہ مولانا یعقوب چرخی رح	۵	صفر		ہلغتو رشحات	
۱۹	حضرت خواجہ عبید اللہ احرار	شب شنبہ ۲۹	ربیع الاول	سنہ ۸۹۵ھ	سمرقند	
۲۰	حضرت مولانا محمد زاہد وخشی	غرہ	ربیع الاول			
۲۱	حضرت مولانا درویش محمد	۱۹	محرم			
۲۲	حضرت خواجہ محمد امکنگی رح	۲۲	شعبان			
۲۳	حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمہ اللہ	۲۵	جمادی الآخر	سنہ ۱۰۱۲ھ	بیرون شاہجہان آباد دہلی	
۲۴	حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رح	۲۸	صفر	سنہ ۱۰۳۴ھ	سرہند	

تعداد	نام بزرگان	روز و تاریخ وفات	ماہ وفات	سنہ وفات	جائے مزار مبارک	اختلاف
۲۵	حضرت شیخ محمد معصوم رح ملقب بعروۃ الوثقیٰ	۹	ربیع الاول	سنہ ۱۰۷۹ھ	سرہند	
۲۶	حضرت شیخ سیف الدین رح	۱۹	جمادی الاولیٰ		ایضاً	
۲۷	حضرت سید نور محمد بدایونی رح	۱۱	ذیقعدہ	سنہ ۱۱۳۵ھ	بیرون کوٹلہ سلطان المشائخ دہلی	
۲۸	حضرت میرزا مظہر جان جاناں رح	شب شنبہ ۱	محرم	سنہ ۱۱۹۵ھ	دہلی	
۲۹	حضرت مولانا عبداللہ المعروف بہ شاہ غلام علی رح	۲۲	صفر	سنہ ۱۲۴۰ھ	خانقاہ مظہریہ دہلی	
۳۰	حضرت مولانا الشیخ ابوسعید رح	یکم	شوال	سنہ ۱۲۵۰ھ	خانقاہ حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلی	
۳۱	حضرت مولانا الشیخ عبدالغنی رح محدث دہلوی مہاجر مدنی	۷	محرم	سنہ ۱۲۹۶ھ	جنت البقیع مدینہ منورہ	
۳۲	حضرت مولانا الشاہ ابو احمد رح	۱۸	جمادی الاولیٰ	سنہ ۱۳۴۲ھ	بھوپال	

(مطبوعہ نامی پریس لکھنؤ)